درس حدیث

محمد اظہر مدنی

ماہ شوال کے روزے

عن أبی أیوب رضی الله عنه قال: قال رسول صلی الله علیه وسلم :"من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدھر" (صحیح مسلم)

ترجمہ: ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ اس کے لئے سال بھر کے روزہ کی مانند ہوگا"۔

تشریح: ماہ رمضان اپنی تمام تر رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہے اور چند دنوں کے بعد پھر ہم سے رخصت ہو جائے گا، یہ حقیقت ہے بہت سارے لوگ پلاننگ کرتے رہ گئے کہ اس مہمان کی ضیافت کریں گے، اس کی قیمتی ساعتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ روز کی پلاننگ اور ہر کل کی آمد کا انتظار نیز ان کی تمنائیں برائے تمنا ہی رہ گئیں اور کچھ نہ کر سکے، نہ اس سے مستفید ہو سکے، نہ ہی اپنا تزکیہ نفس ہی کیا۔ ایسے لوگوں کے لئے رمضان اور غیر رمضان سب برابر ہے، نہ ماہ رمضان آنے کا احساس اور نہ ہی اس کے رخصت ہونے پر ملال۔ بھلا وہ کیوں کر اس کو الوداع کہہ سکتا ہے۔ بس ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ اے اللہ! گناہوں نے ہمیں بے بس کر دیا ہے، عیوب نے گونگا بنا دیا ہے، معصیتوں نے شرمندہ کر رکھا ہے، ہم تیری رحمت کے طلب گار اور بے پناہ وسعت وعنایتوں کے حوالے سے معافی چاہتے ہیں تو عفو و درگزر کا معاملہ کرنا "قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ" لیکن بہت سارے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس ماہ کی مبارک ساعتوں سے خوب خوب فائدہ اٹھایا، صیام وقیام کے ساتھ ساتھ مال بھی خرچ کئے، بڑی لگن اور محنت کا مظاہرہ کیا، نیز کوئی بھی لمحہ فروگزاشت نہیں ہونے دیا، ایسے تاک میں لگے رہے جیسے شکاری اپنے شکار کی ٹوہ میں۔ ایک مومن کے لئے ان سعادتوں کا حصول حقیقی توشہ ہے کیونکہ رب کی رضاء و خوشنودی سے بڑھ کر کوئی بھی چیز ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ اے رب ذوالجلال! ہم سب کو سال کے بقیہ ایام میں بھی خیر کی توفیق دے، ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھ، ہمیں رضاء وخوشنودی عطا فرما، خیر کے کاموں میں ہماری مدد فرما اور اپنے فضل و کرم سے ہم سب کی عبادتوں کو قبول کرنا۔ تقویٰ کا جو درس حاصل کیا اسکو باقی رکھ۔ تہجد گزاری سے دلوں کو منور اور زندگی کی آخری سانس تک اپنی عبادتوں میں منہمک رکھ، "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ" اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں موت آدبوچے۔ (سورہ حجر/99) ماہ رمضان کے رخصت ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نیک اعمال کے دروازے بند ہو گئے بلکہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بے شمار دروازے کھول رکھے ہیں جس پر عمل پیرا ہو کے وہ اپنے آپ کو جنت کا مستحق ٹھہرا سکتا ہے۔

ماہ رمضان کے بعد شوال کے مہینہ کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث میں اس کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ روزے مکمل کئے تو اس کا یہ روزہ رکھنا پورے سال روزے رکھنے کی مانند ہوگا"۔

پورے سال سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**من صام ستة أيام بعد الفطر کان تمام السنة، من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها**" یعنی جس شخص نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ پورے سال کی طرح ہوں گے، جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے دس گنا اجر ہوگا۔

ماہ رمضان کے روزے دس مہینے کے برابر ہو گئے اور شوال کے چھ روزے دو مہینے کے برابر ہو گئے۔ اس طرح پورے سال روزے رکھنے کا اجر وثواب ملتا ہے۔ شوال کے ان چھ روزوں کو پے در پے یا الگ الگ رکھنے کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص ہدایت نہیں فرمائی۔ شوال کے مہینے میں یہ چھ روزے رکھے جا سکتے ہیں خواہ وہ پے در پے ہوں یا الگ الگ۔ "فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ" (سورہ یونس:۵۸) یعنی لوگوں کو اللہ کے اس انعام سے خوش ہونا چاہئے، وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

☆☆☆

تیہ میں بھٹکتا انسان

ایک بات بہت دہرائی جاتی ہے اوراس میں سچائی بھی نظر آتی ہے کہ آج کا ترقی یافتہ انسان زمین کی وسعتوں میں پھیل کر اس کے صحراؤں اور بیابانوں سے گزر کر اور اس کے پہاڑوں اور کھوہوں اور غاروں سے نکل کر دشت وجبل اور بحر وبر کو سر کر کے اور کوہ ودمن اور فضاؤں اور سمندروں کی تہوں میں پہنچ کر لعل وگہر حاصل کرنے میں کامیاب وکامران ہے، بلکہ ان سب سے آگے بڑھ کر فضاؤں اور کہکشاؤں کی سیر کر رہا ہے اور شمسی توانائی حاصل کر کے طاقتور بننے کا ریکارڈ بنا رہا ہے۔کل محاورے کے طور پر بولا جاتا تھا کہ فلاں آسمان سے تارے توڑنے والا ہے، ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے۔اور یہ ہر قابل فاضل ماہر اور لائق وفائق سچے وبہادر کی تشجیع وہمت افزائی کے لئے بولا جاتا رہا ہے کہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

مگر اب تو حقیقت میں ایسا ہو رہا ہے، چندریان اور دیگر سائنسدانوں کی اٹھان اوران کی اونچی اڑان اب ملک وانسانیت کی شناخت وپہچان بنارہی ہیں اور ترقی یافتہ ممالک کے شانہ بشانہ لاکھڑا کر دینے کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر دینے کی سعی کر رہے ہیں۔شمس وقمر پر بسیرا بنانے اور ڈیرا جمانے کے خواب پورا کرنے جا رہے ہیں۔اور وہ دن دور نہیں کہ وہ وسخر لکم ما فی السموات والارض کی عملی تفسیر میں تسخیر کائنات کے کام تمام کرنے لگیں۔ ان کے تجربات یہاں ان کو آگے بڑھا رہے ہیں وہیں اب ان کی پرستش کرنے کے بجائے وہ قرآنیات وایمانیات کے منکر ہونے کے باوجود اس کے بیان کردہ حقائق پر ایمان لانے والے بن رہے ہیں۔وہ اپنے دھن کے پکے ہیں اور اپنی دنیا بنانے، اپنے مشن کو کامیاب کرنے، اپنی قسمت کو چمکانے اور اپنی برتری اور ترقی کو ثابت کرنے اور جس جس ناحیہ سے وہ ملک وملت اور قوم وانسانیت کی خدمت کر سکتے ہیں اس کے لئے اپنی جان جوکھم میں ڈال کر در در کی خاک بھی چھان لاتے ہیں اور آسمان سے تارے توڑ لاتے ہیں۔وہ محض اس فانی دنیا میں

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طٰہٰ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
تقویٰ، حسن عمل اور عفو ودرگزر ۶
روزے کے کچھ اہم احکام ومسائل ۸
شب قدر کی قدر کیجئے ۱۳
اپریل فول کی شرعی حیثیت ۱۵
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ۱۹
امیر المومنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خدمات حدیث... ۲۳
علامہ عبدالمجید الحریری بنارسی رحمہ اللہ کی عربی دانی ۲۶
مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر ۲۸
اعلان داخلہ المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیه ۳۱
اپیل ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ______ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ______ ۷/روپے
پاکستان ______ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

چند روزہ زندگانی کی بے ثباتی جانچنے اور پرکھنے اور جاننے کے باوجود کررہے ہیں اوراس راہ تعمیر وترقی میں مر بھی رہے ہیں مگر کسی بھی اونچی سی اڑان اور بڑی سے بڑی پرواز اور رفعت میں ہمدوش ثریا ہوکر بھی تھکے ہارے نظر نہیں آتے اور نہ کسی مرحلے میں قانع نظر آتے ہیں۔اگر یہ بے ایمان وبلا ایقان لوگ اپنے دھن کے اتنے پکے ہیں،یقین محکم رکھتے ہیں اورخودغرضی،خودبینی وخودرائی ودنیاداری کے باوجودان کا یہ جوش ہے ولولہ ہے اورعزم وحوصلہ ہے توپھر وہ جن کا یقین محکم عمل پیہم، ایمان کامل اوراذعان وایقان اور معائنہ ومشاہدہ حق اور شہادت گہہ الفت سے ہوکر گذرتا ہے وہ کیوں اتنے سست اور کاہل اور پست اور بے وقعت وبے اثر وبے وزن ہیں۔اوران نادانوں میں کیوں سرفہرست نظر آتے ہیں جن کو ایک شاعر بھی کہہ گذرتا ہے عار دلاتا ہے اورشنار سے ڈراتا ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی ہے

تمہارا ایک اور الزام یا استدراک یا اعتراض یہ بھی ہے کہ بے روح اور بے ایمان وانسانیت سے خالی فلاسفہ کو ماہرین فلکیات اور سائنسی ایجاد کے علمبردار آسمانوں کی سیر کرنے والے اندر سے کھوکھلے ہیں۔ماہ وانجم اور فضاؤں اور کہکشاؤں اوران کی گذرگاہوں کی کھوج لگانے والے اپنے من کی دنیا کی سیر نہ کرسکے اور اپنے تن میں ڈوب کر اپنے آپ کی تلاش سے بے بہرہ ہیں۔ آدمیت اور انسانیت اور اس کے تئیں احساسات سے عاری ہیں۔ برق وبخارات اورایجادات وطبعیات نیچیریت نے ان کی فطرت مسخ کردی ہے اس لئے وہ اپنی حقیقت اور ذات اور اس کے مقاصد ومقتضیات کی معرفت اور شناخت سے کورے ہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

ان تمام اعتراضات الزامات اور بسا اوقات اتہامات اور ہوسکتا ہے کہ حقائق واعترافات وابتلاءات کے باوجود انہوں نے دنیا کو دنیا میں بسنے والوں کو روشنی عطا کردی، عالم کی سیر کرادی۔فضاؤں میں اڑان بھرنا سکھادیا زمین کے چپے چپے میں پھیلنے اور چلنے کے راستے بنادیئے، ہمالیہ کی چوٹیوں سے لے کر سمندر کی تہوں کے ذروں اورکان ومعادن کے خزانوں جو زیر زمین دفن تھے بلاتفریق مذہب وملت اور بلا امتیاز رنگ ونسل اپنے فیوض وبرکات اوراپنی جان وجسم کو گھلا کر ذہن ودماغ کو پگھلا کر ثمرات وخیرات سے مالا مال کردیا۔اورنوبت بایں جارسید کہ ہمارے ایک دانہ کے حصول سے لے کر جوتے کے تسمے، کمرے کے بلب اور جان بلب انسانوں کو سیراب اور آسودہ کرنے کے لئے سارے جتن کردیئے۔ بلکہ اب تمہارے خالص عبادات محضہ اور دین وایمان اور شریعت کی بحسن وخوبی ادائیگی کے لئے سارے جتن کردیئے۔تم اب قرآن کا ایک حرف بھی انہی کی روشنی میں پڑھتے ہو بلکہ قلم وقرطاس اور سیاہی وروشنائی اوراپنی رسوئی اور سوئی تک میں تم ان کے دست نگر اور محتاج ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ انہی کے مرہون منت نظر آتا ہے۔تم خود اس پر غور وفکر کیوں نہیں کرتے اور اب تمہیں بتاؤ دور کی کوڑی کون لاتا ہے۔اورکون کس کا منت کش احسان ہے۔اب بتاؤ محسن امت مسلمہ کون ہے؟محسن جار وجوار کون ہے، محسن اخوت ومحبت کون ہے؟ اور انسانیت کا سچا بہی خواہ کون ہے؟ یہ سب کچھ ان انسانوں نے اپنی محنت سے کیا،قربانی دی اور وہ قریب اور سناشا اور بیگانہ سب کونوازدیا اورتم کو تو بنی بنائی دولت عطا کی گئی تھی کہ خلق خدا خصوصا اپنے بھائیوں ہم جنسوں اور انسانوں پر نچھاور کروایا پھرتم نے ان کو ایمان کا ایک ذرہ بھی اپنی سستی، کاہلی،ضیعفی، سردمہری، لاپرواہی اور غفلتوں اور نااہلیوں کی وجہ سے ان کی امانت ان تک نہیں پہنچا سکے۔وہ برق وبخارات کے موجد ہوکر تمہیں ضوء فگن اور بقعۂ نور بناگئے۔تمہارے لئے قصور ومحلات بنائے اور چمکا گئے اورتم ان کے دلوں کی ادنیٰ سیاہی بھی دور نہ کرسکے،ایمان کی روشنی جو تمہارے حصے میں آئی تھی اوراس امانت عظمیٰ کو تمہیں دیکر جان پرکھیل کر مار کھا کر اور زندگی گنوا کر ادا کرنے اور پہنچانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی تم نے آہ ان کے ساتھ کیا کیا بلکہ حق تو یہ ہے کہ تم ان کو الزام دیتے تھے کہ وہ دور کی آنکتے رہے اورمن کی دنیا کو پرکھ نہ سکے۔مگرتم تو اس قدر اندھیرے اور لاشعوری میں جی رہے ہو کہ تم خود اپنے آپ تک کو نہ پہچان سکے۔تم سچ سچ بتاؤ کہ تم نے خود کو سمجھ لیا ہے خود کو پہنچان لیا ہے دنیا کو بس چھوڑو خود کیا ہو کہاں کھڑے ہو؟ اپنے افکار کی دنیا میں کیا سیر کرلی بلکہ خود تم کو فکر فردا کون کہے؟ آج کی بھی کچھ فکر دامنگیر ہے؟ حاشا وکلا۔

دراصل تم اپنے خول سے نکل ہی نہیں سکے،تم اپنے حصار ذات میں محصور ومحبوس ہو۔تمہاری دنیا اوراس کی کل کائنات تمہاری بے فیض ذات ہے۔تم سرگرداں اور غلطاں وپیچاں ضرور ہو مگر اپنی ذات سے آگے بڑھ کر سوچنے کی صلاحیت کھوچکے ہو۔تم آفاقی تھے پھر اس تیہ میں کیوں بھٹک رہے ہو۔ بنی

اسرائیل سے غلطی ہوئی تھی ان کو سزا کے طور پر میدان تیہ میں چالیس سال بھٹکنا اور ٹھوکریں کھانی پڑیں۔ مگر تم سے توفیق خداوندی اس قدر روٹھی ہوئی اور اس کی مار اتنی کاری ہے کہ تم اپنی تنگ و تاریک منمانی زندگی میں اپنی ذات کے علاوہ کچھ دیکھنے سے قاصر کردیئے گئے ہو۔ اس سے آگے ھل من مزید کا سوال بھی تمہارا تمہاری خدمت تک محدود ہوکر رہ گئی ہے ورنہ ذلت وپستی پسماندگی وپسپائی ہی پر تم نے قناعت کرلی ہے۔ اس سے آگے تعمیر وترقی کی راہوں کو یکسر فراموش کردیا ہے۔ وہ جو تمہاری منزل تھی تمہاری معراج تھی تمہارا مقصد ومقام تھا اور جنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين جو تمہارا ہدف تھا اور خالصة لوجہ اللہ تمہاری ساری تگ ودو اور ترک تازیوں کا محور ومرکز تھا اب وہ رضو بالحياة الدنيا واطمئنوا بها دنیا کو ہی تم نے سب کچھ سمجھ لیا اور اپنی چاہتوں اور امنگوں اور سکون واطمینان کا مطمح نظر اور مرکز ومستقر بنالیا۔

حالانکہ یہ دنیا بھی تم کو اپنی سنت کی مطابق تم کو کچھ نہ دے سکی اور نہ تم کو کوئی اس کا حصہ مل سکا۔ وہ اپنی فطرت سے باز کیونکر آتی۔ کیا وہ تمہاری طرح خودغرض ہے کہ تمہارے جیسے ہرکس وناکس اور طالب دنیا کے پیچھے بھاگنے لگے۔ جو اس کے پیچھے بھاگتا ہے وہ اس سے زیادہ تیز رفتاری سے اس سے دور بھاگ جاتی ہے۔ اور جو اس میں اپنی جان دوسروں کے لئے کھپاتے ہیں ان کو نوازدیتی ہے۔ گرچہ وہ تمہاری طرح دین وشریعت کے قائل نہ ہوں۔ کیونکہ وہ اس دنیا میں دنیا والوں کے لئے کچھ کرگزرنے کا جذبہ وحوصلہ رکھتے ہیں اور اپنی ہستی اس کے پیچھے مٹادیتے ہیں۔ اپنے باطل دین کے لئے، ملک کے لئے انسانیت کے لئے اپنی جماعت وقوم کے لئے۔ اللہ ان کے عمل میں ان کی نیتوں کے مطابق اجرت ڈال دیتے ہیں۔

مجھے یقین ہے اب تم اس حصار ذات سے نکل کر ملک وملت اور انسانیت کیلئے جینے کا عزم کروگے اور کچھ کرگذروگے اپنے کو اللہ کے حوالہ کرو اور دوسروں کے لئے دین کے لئے، ایمان کے لئے جینا سیکھ جاؤ بہت کچھ کھوکر بھی فیضیاب وکامیاب ہوجاؤگے۔ تم نے بہت دیر نہیں کردی مگر اندھیر اب بھی نہیں ہے۔ حصار ذات، منمانی وہوس رانی، خودغرضی وخود پسندی، مطلب براری، نفس پرستی اور اپنے من میں مشغول رہنے اور من ہی من میں مگن رہ لینے کو سب کچھ مت سمجھو، ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔ اور ابتلاء وآزمائش اور امتحان اور تلاش وجستجو کے میدان بھی ڈھیر ہیں اور وہ سب معرکے تم ہی کو سر کرنے ہیں۔ ورنہ بنی اسرائیل اپنی ایک غلطی اور سستی اور اندیشہ کی پاداش میں چالیس سال تک بھٹکتے رہے۔ چند میل دور اپنی بستیوں اور منازل کو پانے کے لئے رات دن سرگرداں اور افتاں وخیزاں تھک کر چور ہوجاتے پھر بھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ پاتے تھے۔ چالیس سال اسی ادھیڑبن اور ہیر پھیر میں گزر گئے۔ حضرت موسی علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو بھوکے، پیاسے اسی قید میں مرکھپ جاتے۔ تم کس کھیت کی مولی ہو کہ صرف اپنی ذات اور اس کی لذات اور اس کی خواہشات سے نہ نکل سکے، صبح وشام بلکہ ہردم وہر قدم ومدام حتی کہ حیات زندگانی کے اختتام کے ساٹھ ستر سالوں تک اسی اپنی ذات کے اردگرد گھومتے سرگرداں پھرتے گذار دیتے ہو۔ روٹی کپڑا اور مکان پوری زندگی کی بس یہی ایک رٹ یہی شان اور یہی پہچان تمہاری ہے۔ اتنی محدودیت اتنی مسکنت اور اتنی ذلت اتنی بڑی دنیا اتنی بڑی مخلوق اور اتنے سارے حقوق کے ہوتے بھلا تم کس قدر سمٹ سمٹا کر اپنے آپ کو الگ تھلگ کرچکے ہو۔ پھر تمہارا خیر امت ہونا جو اقوام عالم کے لئے برپا کی گئی تھی کیونکر تسلیم کرلیا جائے گا۔ خير الناس من ينفع الناس کا فارمولا کوئی اور اپنائے اور تم اپنے جینے کا شعور وسلیقہ بھی نہ جان سکو اور دوسروں کے دست نگر ومحتاج محض بنے رہو۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ تم بچ کر نکل جاؤ اور سرخرو ہوجاؤ۔ اس لئے من، ہوی وہوس کی تنگنائیوں اور تاریکیوں سے نکلو، رمضان جو گناہوں اور خواہشات نفسانی کو جلا ڈالتا ہے اور تزکیہ نفس، طہارت مال وتربیت آل واولاد دے کر اس کو نیک کام میں لاؤ اور متقی وپرہیزگار بن جاؤ۔ یہی تمہارا رب کریم محسن عظیم اور آقائے دوجہاں کی نصیحت ووصیت اور نسخہ کیمیا تمہارے لئے اور تم سے پہلے اہل کتاب اور سب کے لئے ہے۔ مان جاؤ تو فبہا ونعمت ورنہ اگر کفر کیا، ناشکری کی تو اللہ تعالی بے نیاز وغنی ہیں ان کا کچھ بگڑنے والا نہیں تم البتہ برباد ہوجاؤگے۔

وَ لَقَدۡ وَصَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ اِیَّاکُمۡ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَکَانَ اللّٰہُ غَنِیًّا حَمِیۡدًا (النساء:۱۳۱) ''اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے اور تم کو بھی یہی حکم کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم کفر کرو تو یاد رکھو کہ اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ بہت بے نیاز اور تعریف کیا گیا ہے۔''

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

مولانا ابوالکلام آزادؒ

تقویٰ، حسن عمل اور عفو و درگزر

قریش صحن میں مسجد میں صفیں باندھے آپؐ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپؐ نے باب بیت اللہ کے دونوں بازو کو پکڑ کر فرمایا:

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یگانہ و یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور تمام مخالف جتھوں کو تنہا توڑ ڈالا۔ ہاں تمام مفاخر، تمام انتظامات، تمام خون بہا میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کے لئے پانی کا انتظام مستثنیٰ ہیں۔ اے قریش! جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔

پھر یہ آیت پڑھی: یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ”لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے تا کہ تم ایک دوسرے سے پہچان لئے جاؤ۔ خدا کے نزدیک زیادہ عزت کا مستحق وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ خدا دانا اور واقف کار ہے۔“

دیکھئے! ”الناس من آدم و آدم من تراب“ انسانی مساوات کے درس کے لئے کل سات الفاظ ہیں، لیکن ان میں وہ سب کچھ آ گیا جو مساوات کے باب میں کہا جا سکتا ہے اور مساوات کی بنیادی دلیل بھی پیش کر دی، جس سے اختلاف کی جرأت کسی کو نہیں ہو سکتی۔ یعنی جب تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں تو وہ کالے ہوں یا گورے یا پیلے، شرقی ہوں یا غربی، کسی قوم کے ہوں، کسی ملک کے ہوں، کسی خطے کے ہوں، سب بھائی ہیں۔ بھائیوں میں اصولاً اونچ نیچ کا مطلب کیا؟ انسانی عظمت کا انحصار نہ رنگ پر ہے، نہ نسل وخاندان پر، نہ دولت پر۔ اس کا انحصار صرف تقویٰ اور حسن عمل پر ہے۔ انسانوں کے لئے مسابقت کا میدان صرف تقویٰ ہے۔ ہر معاملے میں مسابقت، رقابت اور حسد کا باعث ہوتی ہے لیکن تقویٰ میں ایسی کوئی چیز آ ہی نہیں سکتی۔ اس لئے کہ وہ منافی تقویٰ ہوگی۔

عفو عام: پھر آپؐ قریش سے مخاطب ہوئے۔ پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے کہ میں آج تم سے کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ سب نے کہا: آپؐ کریم ہیں، کریم کی اولاد ہیں۔ آپؐ سے صرف خیر اور بھلائی کی امید ہے۔ فرمایا: میں آج وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: لاتثریب علیکم الیوم (آج میری طرف سے تم پر کوئی سرزنش نہیں) انتم الطلقاء (جاؤ آج تم سب آزاد ہو)

تاریخ عالم کے اوراق کھنگال ڈالئے، اس کمال حسن سلوک کی کوئی مثال نہیں مل سکے گی۔ یہ عفو عام ان لوگوں کے لئے تھا، جو اکیس سال تک حضورؐ اور آپؐ کے پیروں کے خلاف اذیتوں، دکھوں اور مصیبتوں کے وہ تمام طوفان برابر برپا کرتے رہے تھے، جو ان کے بس میں تھے۔ ان کی تلواریں، ان کی برچھیاں، ان کے تیر مسلسل آپؐ پر اور آپؐ کے ساتھیوں پر برستے رہے تھے۔ کیا خوب فرمایا آزاد مرحوم ومغفور نے اسوہ حسنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہ:

مظلومی میں صبر، مقابلے میں عزم، معاملے میں راست بازی اور طاقت واختیار میں درگزر، تاریخ انسانیت کے وہ نوادر ہیں جو کسی ایک زندگی کے اندر اس طرح کبھی جمع نہیں ہوئے۔

یہی اسوہ حسنہ قیامت تک ہر انسان کے لئے دنیا وآخرت میں فوز وفلاح کی ابدی دستاویز ہے۔ مکہ مکرمہ میں اسی موقع پر ایک واقعہ پیش آیا جو اس بنا پر بطور خاص قابل ذکر ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیمی اور کریمی کی شان بوجہ احسن آشکارا ہوتی ہے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کرنے کے لئے آیا۔ سامنے پہنچا تو ہیبت نبوت سے اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا:

کچھ پروا نہ کرو۔ میں بادشاہ نہیں، قریش کی ایک غریب خاتون کا فرزند ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھی۔ (بخاری بحوالہ ”رحمۃ للعالمین“ جلد اول ص ۳۴۔ عربوں میں یہ طریقہ رہا تھا کہ گوشت کو نمک لگا کر خشک کر لیتے تھے تا کہ مدت تک استعمال کریں۔ افغانستان اور ترکستان میں بھی یہ طریقہ رائج تھا گویا روزانہ تازہ گوشت کھانا انھیں نصیب نہ تھا)

کعبے کی حرمت: فتح مکہ سے دوسرے روز بنوخزاعہ نے ہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر خطبہ دیا، فرمایا:

لوگو! اللہ تعالیٰ نے جس روز زمین وآسمان پیدا کئے، اسی روز مکہ کو مقام حرمت قرار دیا۔ یہ اس وقت سے برابر مقام حرمت چلا آرہا ہے اور قیامت تک اسی طرح رہے گا۔ جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لئے جائز نہیں کہ مکہ میں کسی کا خون بہائے یا یہاں سے کوئی درخت کاٹے۔ میرے لئے بھی صرف وقتی طور پر اس وجہ سے حلال ہوا کہ اہل مکہ پر اظہار غضب مقصود تھا۔ سن لو، اس وقت کے بعد حرمت کل کی طرح لوٹ آئی۔ جو بھی یہاں موجود ہے اور میری بات سن رہا ہے، اسے چاہیے کہ یہ حقیقت ان لوگوں تک پہنچادے جو یہاں موجود نہیں۔

پھر بنوخزاعہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ قتل بہت ہو چکا۔ اس میں کچھ نفع نہیں۔ تم نے جو قتل کیا، اس کا خون بہا میں دوں گا۔ اس کے بعد مقتول کے وارثوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا۔ چاہیں قصاص لیں، چاہیں خون بہا وصول کرلیں۔

عفو سے مستثنیٰ لوگ: جن لوگوں کو عفو عام سے مستثنیٰ رکھا گیا، ان کی تعداد بعض اصحاب نے سترہ تک پہنچائی ہے، جن میں سے گیارہ مرد اور چھ عورتیں تھیں کیونکہ ان کے ذمے خاص جرائم تھے۔ مثلاً

۱۔ عبدالعزیٰ بن خطل: اس نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا اور انصار میں سے ایک مسلمان اس کے ساتھ کردیا گیا۔ عبدالعزیٰ زود رنج اور تیز مزاج آدمی تھا۔ ساتھی سے ذرا کسی کام میں کوتاہی ہوئی۔ عبدالعزیٰ نے غصے میں اسے شہید کرڈالا اور صدقے کے جانور لے کر بھاگ گیا۔ اس لئے ان جرائم کی بنا پر قتل کی سزا تجویز ہوئی۔

۲۔ صفوان بن امیہ الجمحی: یہ اسلام و مسلمین کا سخت مخالف تھا۔ جبل خندمہ کی فتنہ انگیزی میں بھی پیش پیش تھا۔ فتح مکہ کے بعد بھاگ گیا۔ یمن کا قصد تھا۔ جدہ پہنچا تو عمیر بن وہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صفوان کے امن کی التجا کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس التجا کو شرف قبول بخشا۔ عمیر نے کسی نشان کے لئے درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عمامہ عطا فرمایا۔ یوں صفوان خدمت نبوی میں پہنچا اور عرض کیا، عمیر کہتے ہیں کہ آپ نے معاف فرمادیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ فرمایا: ہاں صحیح ہے۔ صفوان نے کہا کہ مجھے اسلام کے لئے دو مہینے کی مہلت دیجئے۔ فرمایا: تمہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ لیکن صفوان نے غزوہ حنین کے وقت اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سو زرہیں عاریۃً دی تھیں اس کی بیوی فاختہؓ بنت ولید پہلے مسلمان ہوگئی تھی۔

۳۔ عکرمہ بن ابی جہل: اسلام کے سب سے بڑے دشمن کا فرزند تھا۔ فتح مکہ تک ہر مخالفانہ تحریک میں سرگرمی سے شریک رہا۔ پھر بھاگ کر یمن چلا گیا۔ اس کی بیوی ام حکیم بنت الحارث بن ہشام نے جو ابوجہل کی بھتیجی تھی، اسلام قبول کرلیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شوہر کیلئے معافی حاصل کی اور خود یمن جاکر عکرمہ کو لائی اور بارگاہ نبوی میں پیش کیا۔ مسلمان ہونے کے بعد عکرمہؓ اسلام کے ممتاز مجاہدین میں شامل رہے اور جنگ یرموک میں شہادت پائی۔

۴۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح: یہ حضرت عثمانؓ کا رضاعی بھائی تھا۔ اسلام قبول کیا۔ وحی کے کاتبوں میں شامل رہا۔ پھر مرتد ہوگیا اور جھوٹی باتیں کہہ کہہ کر لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے میں مصروف رہا۔ اس نے حضرت عثمانؓ کے پاس پناہ لی اور حضرت عثمانؓ ہی کی سفارش پر اسے معافی ملی۔ اس کی باقی زندگی اسلام کی خدمت میں گزری۔

۵۔ ہبار بن الاسود: یہ وہی شخص تھا جس کے ہاتھوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو ہجرت کے وقت سخت تکلیف پہنچی تھی اور اسی وجہ سے حضرت زینبؓ کی صحت مستقل طور پر خراب ہوگئی تھی۔ فتح مکہ کے بعد یہ چھپا رہا۔ آخر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوکر اپنے جرائم کے اعتراف کے ساتھ اظہار ندامت کیا اور مسلمان ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی معافی دے دی۔

۶۔ کعب بن زہیر: فتح مکہ سے ایک سال بعد اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسلام قبول کیا اور اپنا مشہور قصیدہ پڑھا، جس کی ابتدا بانت سعاد سے ہوتی ہے اور وہ اسی نام سے مشہور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو چادر عنایت فرمائی۔

۷۔ وحشی: حضرت حمزہؓ کا قاتل، حاضر ہوکر مسلمان ہوا۔ آپؐ نے معافی دے دی مگر فرمایا کہ میرے سامنے نہ آیا کر۔

۸۔ عبداللہ بن ربیعہ کو بھی معافی مل گئی۔

مزید معافیاں: عورتوں میں سے ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ شدید مخالفوں میں سے تھی۔ یہاں تک کہ جب ابوسفیانؓ نے قریش کو مقابلہ نہ کرنے کا مشورہ دیا تو ان کی مونچھ پکڑلی تھی۔ وہ عورتوں کے گروہ میں شامل ہوکر آئی۔ قبول اسلام کے بعد کہا کہ میں ہند ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی معاف فرمادیا۔

بہرحال جو ابتداء میں عفو عام سے مستثنیٰ رکھے گئے تھے اور وہ سنگین جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے، ان میں سے بھی صرف ابن خطل کو سزا دوہرے جرموں کا نتیجہ تھا۔

حضرت علیؓ کی ہمشیر حضرت ام ہانیؓ کا شوہر ہبیرہ بن ابی وہب بھاگ کر یمن چلا گیا تھا وہیں بہ حالت کفر فوت ہوا لیکن حضرت ام ہانیؓ نے دو مخزومیوں کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا۔ ان میں سے ایک حارث بن ہشام تھا اور دوسرا زہیر بن امیہ بن مغیرہ، حضرت علی انھیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ حضرت ام ہانیؓ نے یہ معاملہ بارگاہ نبویؐ میں پہنچادیا۔ آپؐ نے فرمایا: جسے تم نے پناہ دی ہم نے پناہ دی اور جسے تم نے امن دیا ہم نے امن دیا۔ چنانچہ انھیں بھی معافی مل گئی۔ (رسول رحمت ص 442-438)

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

روزے کے کچھ اہم احکام ومسائل

مولانا ابوحمدان اشرف فیضی

روزہ نہ رکھنے کا عبرتناک انجام: حدیث میں ہے: ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور میرے بازو پکڑ کر مجھے سخت اور دشوار گزار پہاڑ کے پاس لائے اور کہنے لگے: اس پر چڑھیے، میں نے انہیں کہا کہ مجھ میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں، وہ دونوں کہنے لگے ہم آپ کے لئے اسے آسان کردیں گے، تو میں اس پہاڑ پر چڑھ گیا جب اوپر پہنچا تو وہاں شدید قسم کی آوازیں آرہی تھیں، میں نے کہا یہ آوازیں کیسی ہیں؟ وہ کہنے لگے: یہ جہنمیوں کی آہ وبکا ہے، پھر وہ مجھے آگے لے گئے جہاں پر کچھ لوگ کونچوں کے بل لٹک رہے تھے اور ان کی باچھیں کٹی ہوئی تھیں اور ان کی باچھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ وہ کہنے لگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو افطاری سے قبل ہی اپنے روزے افطار کرلیا کرتے تھے۔ (اخرجہ النسائی فی السنن الکبری: ۳۲۸۶، واللفظ لہ، وابن خزیمۃ ۱۹۸۶، وابن حبان: ۷۴۹۱، مطولا صحیح الترغیب: ۱۰۰۵)

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں: یہ اس شخص کی سزا ہے جو روزہ رکھنے کے بد افطاری سے قبل ہی جان بوجھ کر روزہ افطا کردے، تو اب بتائیں کہ جو بالکل ہی روزہ نہ رکھے اس کی سزا کیا ہوگی؟ ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں سلامتی وعافیت کے طلب گار ہیں۔

بچوں کو روزہ رکھنے کی تربیت دیں: اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ خود روزہ رکھیں اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھنے کی عادت ڈالیں، روزہ کی اہمیت وفضیلت بتائیں، خاص طور پر وہ بچے جو بلوغت کے قریب ہوں اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں، ویسے تو رمضان کا روزہ بالغ مرد وعورت پر فرض ہے، بچوں پر روزہ فرض نہیں ہے، مگر ان کے لئے مشق اور تربیت ہوگی، بلوغت کے بعد ان کے لئے روزہ رکھنا آسان ہوگا، روزہ کی عظمت ان کے دل میں بیٹھ جائے گی، اسلاف امت اپنے بچوں کو بچپن ہی سے دیگر عبادات کی طرح روزہ کی بھی تربیت دیتے تھے، امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں کتاب الصوم میں باب قائم کیا ہے: باب صوم الصبیان، بچوں کے روزہ کا بیان، اس باب کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے:

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشورہ کی صبح نبی کریم ﷺ نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ صبح جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح پورے کرے اور جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے، ربیع نے کہا کہ پھر بعد میں بھی (رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد) ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے، انہیں ہم ان کا ایک کھلونا دے کر بہلائے رکھتے، جب کوئی کھانے کے لئے روتا تو وہی دے دیتے، یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔ (صحیح البخاری: ۱۹۶۰)

اسی طرح امام بخاریؒ نے یہ قول تعلیقا ذکر کیا ہے: اور عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نشہ باز سے فرمایا؛ افسوس ہے تجھ پر تو نے رمضان میں بھی شراب پی رکھی ہے حالانکہ ہمارے بچے تک بھی روزے سے ہیں، پھر آپ نے اس پر حد قائم کی۔ (صحیح البخاری: کتاب الصوم: باب صوم الصبیان)

تراویح کا اہتمام: ماہ رمضان میں پنجوقتہ نمازوں کے ساتھ نماز تراویح کا اہتمام کریں، یہ بھی ایک عظیم عمل ہے اور اس سے سابقہ گناہ معاف ہوتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من قام رمضان ایمانا واحتسابا، غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (صحیح البخاری: ۳۷) جس نے رمضان میں قیام کیا ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کی نیت سے تو اس کے ماقبل گناہ ماف کردیے جائیں گے۔ اور اگر باجماعت نماز تراویح ادا کرنے کی سہولت ہو تو اس کا اہتمام کریں کیوں کہ اس سے پوری رات قیام کا ثواب حاصل ہوگا، فرمان نبوی ﷺ ہے: جس نے امام کے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہوجائے تو اس کے لئے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا۔ (صحیح)

اگر سال کے دوسرے ایام میں قیام اللیل کا اہتمام مشکل ہو تو کم ازکم ماہ رمضان میں اس کی پابندی کرلینی چاہیے کیوں کہ عموماً ماہ رمضان میں رات کے اول حصے میں باجماعت تراویح کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ادائیگی آسان ہے اور باعث اجر بھی، البتہ خواتین جب مساجد میں باجماعت نماز تراویح کے لئے گھر سے نکلیں تو تمام شرعی آداب کا خیال رکھیں۔

ماہ رمضان ماہ قرآن: ماہ رمضان کا قرآن مجید سے گہرا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے رمضان کا تعارف قرآن سے کرایا ہے، ارشاد ربانی ہے: شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ (البقرہ: ۱۵۸) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ حدیث میں بھی روزے کے ساتھ قرآن کا ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے دن میں کھانے پینے اور شہوت کے کام سے روکے رکھا تھا، لہٰذا اس کے

بارے میں میری شفاعت قبول فرما، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش قبول فرمالے گا۔ (اخرجہ احمد: ۶۶۲۶، والطبرانی: ۱۴/۷۲، ۱۴۶۷۲، والحاکم: ۲۰۳۶، باختلاف یسیر، صحیح الترغیب: ۱۴۲۹)

اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کو جو عظمت حاصل ہے وہ قرآن کی طرف سے ہے، کیوں کہ قرآن مجید بڑی عظیم کتاب ہے، جس کا بھی اس قرآن سے تعلق ہوگیا اس کا مقام بلند ہوگیا، نبی ﷺ ہر سال رمضان میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دورہ کرتے تھے، جیسا کہ حدیث نبوی ہے: جبرائیل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۶۲۴)

ائمہ سلف کے پاس بھی اس کا خصوصی اہتمام پایا جاتا تھا، امام زہریؒ فرماتے ہیں: انما ھو تلاوۃ القرآن واطعام الطعام یہ مہینہ تلاوت قرآن اور کھانا کھلانے کا مہینہ ہے، امام مالکؒ درس وتدریس سب بند کر کے قرآن کی تلاوت اور اس کی معانی میں غور وفکر میں مشغول ہوجاتے، امام احمدؒ عموماً ہفتے میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے لیکن رمضان میں ہفتے میں دو مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے، سفیان ثوریؒ جب رمضان آتا تو تمام عبادتیں ترک کردیتے اور خصوصی طور پر قرأت قرآن پر توجہ دیتے۔

لہٰذا اہل ایمان کو چاہیے کہ اس ماہ مبارک میں ہر طرح سے قرآن مجید سے جڑ جائیں، جنہیں ناظرہ قرآن پڑھنا نہیں آتا وہ کوشش کریں اور رمضان میں ناظرہ قرآن سیکھیں، جنہیں ناظرہ قرآن آتا ہے وہ تلاوت قرآن کے ساتھ ترجمہ قرآن پر توجہ دیں، قرآن مجید کے الفاظ ومعانی میں غور وفکر کریں، تلاوت قرآن کے ساتھ سماعت قرآن کا بھی اہتمام کریں، یہ بھی باعث اجر وثواب عمل ہے، البتہ سماعت قرآن کے وقت توجہ، دلجمعی اور ادب واحترام ضروری ہے۔

تلاوت قرآن: ماہ رمضان میں کثرت سے تلاوت قرآن کا اہتمام کریں، تلاوت قرآن کے چند فضائل درج ذیل ہیں:

ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکی: حدیث میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھادی جائے گی، میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (سنن ۲۹۱۰، صحیح)

ماہر قرآن مزز فرشتوں کے ساتھ: حدیث میں ہے: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کا ماہر (قیامت کے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے اور اس کو مشقت ہوتی ہے، اس کو دوگنا ثواب ہے۔ (صحیح مسلم: ۷۹۸)

تلاوت قرآن نفع بخش تجارت: قرآن مجید کی تلاوت ایسی تجارت ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرۡجُوۡنَ تِجَارَۃً لَّنۡ تَبُوۡرَ لِیُوَفِّیَھُمۡ اُجُوۡرَھُمۡ وَ یَزِیۡدَھُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ'' (فاطر: ۲۹-۳۰) جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی۔ تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے، بیشک وہ بڑا بخشنے والا قدر دان ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کی محبت: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من سره أن يحب الله ورسوله، فليقرأ فى المصحف (أخرجه أبو نعيم فى حلية الأولياء ٧/٢٠٩، واللفظ له، والبيهقى فى شعب الايمان: ٢٢١٩، صحيح الجامع ٦٢٨٩، حسن) جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ قرآن پڑھے۔

عذاب قبر سے حفاظت: حدیث میں ہے: پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تمہارا رب (معبود) کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے، میرا رب (معبود) اللہ ہے، پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے، پھر پوچھتے ہیں: یہ کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، پھر وہ دونوں اس سے کہتے ہیں: تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ (سنن ابی داود: ۴۷۵۳، صحیح)

دوسری حدیث میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: جب آدمی قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو عذاب دینے کے لئے فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن مجید کی تلاوت اسے دور کردیتی ہے اور جب اس کے سامنے سے آتا ہے تو صدقہ اور خیرات اسے دور کردیتے ہیں اور جب اس کے قدموں کی طرف سے آتا ہے تو مساجد کی طرف چل کر جانا اسے دور کردیتا ہے۔ (صحیح الترغیب ۳۵۶۱ حسن)

سماعت قرآن: جس طرح قرآن مجید کی تلاوت باعث اجر وثواب ہے اسی طرح قرآن مجید کی سماعت بھی باعث خیر وبرکت ہے، بشرطیکہ تدبر اور غور وفکر کے ساتھ عبادت کی نیت سے سماعت کیا جائے۔ ذیل کے سطور میں سماعت قرآن کے چند فوائد ذکر کیے جارہے ہیں:

ھدایت کا ذریعہ: قرآن مجید کی سماعت انس وجن کی ہدایت کا ذریعہ ہے، بہت سارے کفارہ ومشرکین کی ہدایت کا سبب سماعت قرآن ہے، جنوں کی ایک جماعت قرآن مجید سن کر ایمان لے آئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یَّھۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ وَلَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا (الجن: ۱-۲) (اے محمد ﷺ) آپ

کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لا چکے (اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔

ایمان میں اضافہ: قرآن مجید کی سماعت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (الانفال:۲) بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان پر پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

حصول رحمت کا ذریعہ ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:۲۰۴) اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

دلوں کی نرمی کا ذریعہ ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (الزمر:۲۳) اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلا دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔ اور فرمایا: وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (المائدہ:۸۳) اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔

نبی ﷺ اور قرآن کی سماعت: یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ پر قرآن مجید کا نزول ہونے کے باوجود بسا اوقات آپ دوسروں سے قرآن سنتے تھے، جیسا کہ حدیث میں ہے: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا: کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دوسروں سے سننا چاہتا ہوں۔ (بخاری:۵۰۵۶)

دوسری روایت میں ہے: چنانچہ میں نے آپ کو سورۃ نساء سنانی شروع کی، جب میں آیت فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (صحیح البخاری:۴۵۸۲، بخاری:۴۵۸۲)

ملائکہ اور قرآن کی سماعت: اسی طرح ملائکہ بھی قرآن کی سماعت پسند کرتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے: اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت وہ سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو انہوں نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ ان کے بیٹے یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھے اس لئے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے، وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں سر اوپر اٹھایا اور پھر یحییٰ کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسید نے عرض کیا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لئے قریب ہو رہے تھے اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔ (صحیح بخاری:۵۰۱۸)

خواتین میں سماعت قرآن کا شوق: حدیث میں ہے: ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رات میں نبی اکرم ﷺ کی قرأت اپنے گھر کی چھت پہ لیٹی ہوئی سنتی رہتی تھی۔ (سنن ابن ماجہ:۱۳۴۹ حسن صحیح)

دوسری حدیث میں ہے: ام ہشام رضی اللہ عنہا بنت حارثہ بن نعمان نے کہا کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک ہی تھا، دو برس یا ایک برس اور کچھ ماہ تک۔ اور میں نے سورہ ق حفظ نہیں کیا مگر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کہ آپ ﷺ اس کو ہر جمعہ میں منبر پر پڑھتے تھے، جب لوگوں کو خطبہ دیتے۔ (صحیح مسلم:۸۷۳)

ایک اور حدیث میں ہے: ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سورہ والمرسلات عرفا پڑھتے سنا تو کہا: بیٹا تو نے یہ سورت پڑھ کر

مجھ کو یہ سورت یاد دلا دیا۔ سب سے آخر میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سورت سنی تھی۔ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز میں اسے پڑھا تھا۔ (صحیح مسلم: ۴۶۲)

آج سماج میں گانے اور میوزک سننا عام ہوگیا ہے، ٹائم پاس کے نام پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں گانا سنتی ہیں، جب کہ گانا سننا باعث تباہی ہے، دلوں کو مردہ کردیتا ہے، عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے، لہٰذا مردو خواتین کو چاہیے کہ گانا سننے کے بجائے قرآن مجید سنیں، اس میں اجروثواب بھی ہے اور خیر و برکت بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صدقات وخیرات: رمضان کے اعمال میں صدقہ وخیرات بھی ہے، بلکہ رمضان میں صدقہ مہینے کی عظمت کی وجہ سے افضل صدقہ شمار کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ ماہ رمضان میں زیادہ سخاوت وفیاضی سے کام لیتے تھے، حدیث میں ہے: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان میں ملتے، جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا، نبی کریم ﷺ جبرائیل علیہ السلام سے قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہوجایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۱۹۰۲)

دوسری حدیث میں فرمایا: اتقوا النار ولو بشق تمرة (صحیح بخاری: ۱۴۱۷) جہنم کی آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کرکے۔

نبی ﷺ نے خواتین کو عذاب جہنم سے نجات کے لئے خصوصی طور پر صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے: اے خواتین کی جماعت صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو، اس لئے کہ مجھے جہنمیوں میں تمہیں سب سے زیادہ دکھایا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

خواتین کا اپنا ذاتی مال ہے تو اس میں سے صدقہ کریں اور اگر اپنا مال نہیں ہے تو شوہر کے مال سے جو بھی وہ بھلائی کے ساتھ خرچ کریں گی تو وہ بھی اجروثواب کی مستحق ہوں گی اور ان کے شوہر بھی، عورت خرچ کرنے کی وجہ سے اور شوہر کمانے کی وجہ سے، جیسا کہ حدیث میں ہے: اذا تصدقت المرأة من طعام زوجها غير مفسدة كان لها أجرها ولزوجها بما كسب وللخازن مثل ذلك (صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ باب اجر الخادم: ۱۴۳۷) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بیوی اپنے خاوند کے کھانے میں سے کچھ صدقہ کرے اور اس کی نیت اسے برباد کرنے کی نہیں ہوتی تو اسے بھی اس کا ثواب ملتا ہے اور اس کے خاوند کو کمانے کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح خزانچی کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے۔

عمرہ کی ادائیگی: اگر اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے تو ماہ رمضان میں عمرہ کی ادائیگی کرنی چاہیے، کیوں کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر یا نبی ﷺ کے ساتھ حج کے برابر ہے، حدیث میں ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے ام سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ تو حج کرنے نہیں گئی؟ انہوں نے عرض کی کہ فلاں کے باپ یعنی میرے خاوند کے پاس دو اونٹ پانی پلانے کے تھے، ایک پر تو خود حج کو چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے، آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ (رمضان میں عمرہ کرلینا کیوں کہ) رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۸۶۳)

کتنی بڑی سعادت اور شرف کی بات ہے کہ ہم رمضان المبارک کا افضل اور مقدس مہینہ حرم میں عبادتوں میں گزاریں، اس طرح ہمیں زمان اور مکان دونوں کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

عشرہ اخیر میں خصوصی اہتمام: ویسے تو رمضان کا پورا مہینہ رحمت، مغفرت، برکت اور فضیلت والا مہینہ ہے مگر آخری عشرہ کی خاص فضیلت ہے اور آخری عشرہ میں طاق راتوں کی اور فضیلت ہے، کیونکہ طاق راتوں میں لیلۃ القدر ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ آخری عشرہ کا خود اہتمام کرتے تھے، راتوں کو جاگ کر عبادتوں میں مصروف رہتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے، حدیث میں ہے: عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ اپنا تہبند مضبوط باندھتے (یعنی اپنی کمر پوری طرح کس لیتے) اور ان راتوں میں آپ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔

اعتکاف: آخری عشرہ کا اعتکاف مسنون عمل ہے، معتکف آخری عشرہ کے فضائل وبرکات کو حاصل کرسکتا ہے، نبی کریم ﷺ جب تک باحیات رہے اعتکاف کیے اور ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا، حدیث میں ہے: ان النبي ﷺ كان يعتكف العشر الأواخر من رمضان حتى توفاه الله، ثم اعتكف أزواجه من بعده (صحيح البخاري: أبواب الاعتكاف باب الاعتكاف في العشر الأواخر: ۲۰۲۶) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے اور آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں، اگر مسجد میں خواتین کے لئے انتظامات اور سہولیات ہیں تو انہیں اعتکاف کرنا چاہیے، یاد رہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے، گھروں میں اعتکاف نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعتکاف کو مسجد سے مشروط کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ (البقرة: ۱۸۷) اور ان سے مباشرت مت کرو جب کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو۔

اخلاقی تربیت: ماہ رمضان اخلاقی تربیت کا مہینہ ہے، اس ماہ میں ہم

روزہ رکھتے ہوئے اپنی تربیت پر توجہ دیں، کیوں کہ روزہ صرف کھانا، پینا چھوڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ اصل روزہ فحش کلامی، گالی گلوچ، جھوٹی باتیں اور شہوانی عادتوں کو چھوڑنے کا نام ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ (صحیح بخاری)

دوسری حدیث میں ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے، اگر کوئی روزے سے ہو تو وہ فحش گوئی نہ کرے اور نہ شور مچائے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں، میں روزے دار ہوں۔ (صحیح بکاری: ۱۹۰۴)

افسوس کہ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ایک طرف روزہ رکھتے ہیں دوسری طرف جھوٹ بولتے ہیں، گالی گلوچ کرتے ہیں، لعن طعن کرتے ہیں، گانے سنتے ہیں، فلمیں، سیریل اور ڈرامے دیکھتے ہیں، یاد رکھیں کہ اگر ہم نے اپنے اعضاء کی حفاظت نہ کی تو ایسے روزوں سے کوئی فائدہ نہیں، سوائے بھوک پیاس کے، حدیث میں ہے۔ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کو اپنے قیام سے جاگنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ (اخرجہ النسائی فی السنن الکبریٰ: ۳۲۴۹، وابن ماجہ: ۱۶۹۰، احمد: ۹۶۸۵، باختلاف یسیر، والدارمی: ۲۷۲۰، واللفظ لہ صحیح)

تنظیم اوقات: عام طور پر خواتین کے لئے رمضان کا پورا مہینہ گھریلو مصروفیات اور پکوان کی تیاریوں میں گزر جاتا ہے، اکثر خواتین رمضان کی فضیلتوں اور برکتوں سے مستفید نہیں ہو پاتیں، لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ رمضان آنے سے پہلے اپنے اوقات کو منظم و مرتب کر لیں، گھریلو ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر ٹائم ٹیبل بنا لیں اور اسی کے مطابق رمضان گزاریں، تاکہ گھریلو ذمہ داریاں بھی ادا ہو جائیں اور رمضان کی برکتوں سے مالا مال بھی ہو جائیں، کیوں کہ ہر شخص کا مل اسی کے لئے ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: **مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ** (فصلت: ۴۶) ''جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لئے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔'' اور یہ لائحہ عمل ہر مسلمان کو تیار کرنا چاہیے، تاکہ کاروبار، ملازمتیں اور دیگر دنیوی مصروفیات ہمیں رمضان کی عبادتوں سے غافل نہ کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق عطا فرمائے اور ماہ رمضان کی قدر کرنے اور اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین ☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا ئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ' جریدہ ترجمان'' (اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات و معروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کر لیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

شب قدر کی قدر کیجئے

نورالاسلام شفیع مدنی
استاد جامعہ امام ابن تیمیہ

شب قدر کو اللہ تبارک وتعالی نے قدر بخشا ہے، وہ سال کی تمام راتوں سے افضل ہے، بلکہ رمضان کریم کی بھی تمام راتوں سے بزرگ وبالا ہے، یہ ایک رات بلا شب قدر والے ایک ہزار ماہ پر بھاری ہے، اس ایک رات کی عبادت 83 سال 4 ماہ کی عبادت سے افضل واعلی ہے، ارشاد باری تعالی ہے (لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ)]القدر:3[اس رات کی فضیلت کے بیان میں اللہ تعالی نے مکمل ایک سورت نازل فرمادیا ہے، یہ نزول قرآن کی رات ہے:(إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ) (القدر:1) یقیناً ہم نے اس (قرآن کریم) کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے، یہ رات فرشتوں بالخصوص جبریل علیہ السلام کے نزول کی بھی رات ہے، جبریل علیہ السلام کی قیادت میں فرشتے اس رات اللہ تعالی کے محکم فیصلوں اور خیر وبرکت کے ساتھ زمین پر نزول فرماتے ہیں(تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ) (القدر:4)۔

یہ سلامتی والی رات ہے: یعنی شر وتکلیف سے خالی رات ہے، عذاب سے سلامتی کی رات ہے، مؤمن شیطان کے شر سے محفوظ ہوتا ہے، اس میں شر کا خاتمہ کردیا جاتا ہے، اس میں فرشتے مؤمنین کو سلام پیش کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، بلکہ یہ خیر وبرکت اور ذکر وتلاوت کی رات ہے۔ مؤمنوں کو صبح تک ہر طرح کی سلامتی حاصل ہوتی ہے(سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ) (القدر:5)

یہ مبارک رات ہے:(انا أنزلناه في ليلة مباركة) (الدخان:3) یقیناً ہم نے اس (کتاب مبین) کو مبارک رات (شب قدر) میں نازل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالی آنے والے پورے سال کے حادثات وواقعات کا فیصلہ کرتا ہے، موت وحیات، سعادت وشقاوت، عزت وذلت، وغیرہ کے فیصلے لوح محفوظ سے اتار کر فرشتوں کے سپرد کردیتا ہے،(فيها يفرق كل أمر حكيم) (الدخان:4)

یہ رات رمضان المبارک کی ایک رات ہے جو اس کے آخری عشرہ میں آتی ہے، آخری عشرہ کی کوئی بھی رات شب قدر ہوسکتی ہے، لیکن اس کی طاق راتوں میں اس کے ہونے کا زیادہ قوی امکان ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "التمسوها في العشر الأواخر من رمضان، التمسوها في كل وتر" "اس رات کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، اس کو ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ (البخاری: 1986,1992, والترمذی:792)

یہ رات آخری عشرہ کی راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے، وہ اکیسویں رات بھی ہوسکتی ہے، تیئسویں بھی، پچیسویں، ستائسویں اور انتیسویں بھی لیکن ستائسویں رات کے شب قدر ہونے کا امکان قوی ہوتا ہے، طاق راتوں کے بجائے آخری عشرہ کی شفع راتوں میں سے کوئی شب قدر ہوسکتی ہے، چنانچہ جو شخص پورے آخری عشرہ میں ایمان واحتساب کے ساتھ قیام کرے گا اسے وہ رات ضرور مل جائے گی، اور وہ اس اجر کا مستحق ضرور بن جائے گا جس کا اللہ تعالی نے وعدہ کررکھا ہے

اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی دوعشروں سے کہیں زیادہ آخری عشرہ کا اہتمام فرمایا کرتے تھے،(مسلم:1175) اور اس میں حد سے زیادہ محنت وجانفشانی سے عبادت وبندگی کیا کرتے تھے، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول: جب آخری عشرہ داخل ہوجاتا تو آپ پوری رات ذکر وعبادت میں بسر کرتے، اپنے اہل وعیال کو بیدار رکھتے، اور پوری طرح کمر بستہ ہوجاتے تھے۔(البخاری: 2024, ومسلم:1174)

اور اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے اس عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، آپ کا مقصد ہوتا کہ شب قدر کو ہر حال میں حاصل کرلیں اور وہ اس عشرہ کی جس بھی رات میں پڑے آپ سے فوت نہ ہوسکے۔

ویسے بھی مختلف ممالک وبلاد میں رمضان کا آغاز مختلف تاریخوں میں ہوتا ہے، اس اعتبار سے بعض ملکوں کی طاق راتیں بعض دوسرے ممالک میں شفع راتیں ہوئی سکتی ہیں اس لئے احتیاط کا تقاضہ ہے کہ پورے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کی جائے۔

لیلۃ القدر کی عبادتیں: لیلۃ القدر کی تعظیم وتکریم اور اس کی عزت افزائی کے لئے کئی عبادتیں مشروع ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ خیر وقدر کی اس رات کی سب سے عظیم عبادت قیام یعنی نماز ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی مقام ہے: من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (البخاری:2014 ومسلم:760) یعنی جس نے شب قدر کی رات

ایمان اورثواب کی نیت کے ساتھ قیام کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کردیے گئے۔

۲۔اعتکاف: رمضان کریم کی عبادتوں میں سے ایک اہم عبادت اعتکاف ہے،تزکیہ نفس اورتقرب الٰہی کے ذرائع میں سے ایک موثر ذریعہ ہے، نیز لیلۃ القدر کو پانے کا سب سے بہتر طریقہ بھی ہے، اگر کوئی آخری عشرے کا اعتکاف کرتا ہے تو وہ لیلۃ القدر کو ضرور پا سکتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

۳۔آخری عشرہ کی راتوں میں بالعموم اور طاق راتوں میں بالخصوص دعا کا اہتمام کرنا چاہئے،ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں اس میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: کہو،"اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني " (الترمذی:3513،وابن ماجہ:.3850اور محدث البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

۴۔اس عشرہ میں زیادہ سے زیادہ عمل صالح کی ادائیگی ہونی چاہئے،اس لئے کہ جب آخری عشرہ آتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری رات عمل صالح میں مشغول ہوتے،اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے،اور پوری طرح کمربستہ ہوتے تھے۔

یہ رات ہر ایک مشتاق اجر وثواب کے لئے گراں قدر الٰہی عطیہ ہے، کیونکہ ایک رات کی عبادت کا ثواب 83 سال 4 ماہ کی عبادتوں پر بھاری ہے تو اگر کوئی شخص مثلا 60 سال کی عمر پاتا ہے اور وہ سن بلوغ (پندرہ سال) کے بعد 45 رمضان اور شب قدر پاتا ہے اور وہ ان 45 قدر کی راتوں میں خوب خوب اللہ تعالی کی عبادت وبندگی کرتا ہے تو گویا اس کو 3915 سالوں کے عمل کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی ہمیں اس رات میں خیر کثیر کی توفیق بخشے،اس کے خیرات وعطایا سے ہمارے دامن مراد کو شاد وآباد کرے،اور ہمیں اس رات کی برکات سے محروم نہ کرے۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے لیے

عیدانہ فنڈ

جمع کرنا ہرگز نہ بھولیں

عید کی پرمسرت گھڑیوں میں ''مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند'' کو فراموش نہ کریں۔آپ عید کے مبارک موقعہ پر جس طرح اپنے بچوں کو عیدی دے کر ان کی خوشیوں میں اضافہ کرتے ہیں اسی طرح مرکزی جمعیت کو عیدانہ فنڈ دینا نہ بھولیں۔

تمام ریاستی،ضلعی، مقامی جمعیت اہل حدیث کے امراء ونظماء، ائمہ مساجد وخطباء اور ذمہ داران مدارس ومکاتب سے پُرخلوص اپیل ہے کہ مساجد اور عیدگاہوں میں جمعیت کے لیے ضرور اپیل کریں اور جو رقم مرکزی جمعیت کے لیے حاصل ہو اس کو بذریعہ چیک یا ڈرافٹ جمعیت کو ارسال کریں تاکہ آپ کا یہ عیدانہ فنڈ جمعیت وجماعت کے مفید ترین منصوبوں کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرسکے۔

ارسال زر کا پتہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند 4116،اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶

فون:011-23273407 فیکس:011-23246613

اپریل فول کی شرعی حیثیت

عبدالباسط جامعی ریاضی رائیدرگ

افتتاح: انسان حیوان ظریف ہے، مسکراتا، ہنستا اور کھیلتا رہتا ہے، تبسم کرنا، مسکرانا اور کھلکھلا کر ہنسنا انسانی فطرت میں شامل ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انسان جب ہنستا ہے تو اس کا ذہن کھل جاتا ہے، اور مزاج ہشاش بشاش رہتا ہے، کچھ لوگ ہنسانے کو ایک فن سمجھتے ہیں، ہنسنا تو سب کو آتا ہے، لیکن ہنسانا کچھ خاص لوگوں کا کام ہے، کچھ لوگ فطرۃً ہنسی مذاق کا کام کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو کامیڈین کہتے ہیں، کامیڈی ایک فن ہے اس کو فلموں اور ڈراموں میں استعمال کیا جاتا ہے، تاکہ ناظرین کو مکمل تفریح طبع حاصل ہوجائے، کچھ لوگ اپنی برجستہ گفتگو سے لوگوں کو بیوقوف بناتے ہیں ایسی گفتگو وہبی ہوتی ہے کسبی نہیں، اردو کے مشہور شاعر مرزا غالب بڑے ذہین اور بذلہ سنج تھے، ان سے گفتگو کرنے والا بہت ذہین ہونا چاہئے ورنہ بیوقوف بن جائے گا، ان کی ظرافت وفطانت کے دو واقعے مذکور ہیں:

(۱) مرزا غالب کو آم بہت پسند تھے، ان کے ایک دوست کو آموں سے نفرت تھی، یہ بات مرزا غالب کو بھی معلوم تھی، ایک مرتبہ یہ دونوں برآمدہ میں بیٹھے ہوئے تھے، پڑوسی نے آم کھا کر گٹھلیاں اور چھلکے باہر پھینک دیں، ایک گدھا آیا اور ان کو سونگ کر بنا کھائے چلا گیا، مرزا غالب نے فوراً کہا بے شک جو آم نہیں کھاتا وہ گدھا ہے۔

(۲) مرزا غالب اردوئے معلّیٰ یعنی اعلی اردو زبان کے قائل تھے، سادہ رواں اور سستہ اردو بولتے تھے اور لکھتے بھی تھے، علاوہ ازیں اردو کے ایک فلسفی شاعر تھے، اور ان کی خط نویسی بھی بہت ہی جامع مختصر اور بامعنی ہوتی تھی، وہ مانے ہوئے ادیب اور شاعر تھے، کسی شاعر کے دیوان پر انہوں نے بہت ہی عمدہ تنقید لکھی، ان کی تنقید پر کسی نے اعتراض کیا، اعتراض بالکل اوچھا تھا ایک صاحب مرزا غالب کی خدمت میں آئے اور کہا مرزا غالب فلاں صاحب نے آپ کی تنقید پر اعتراض کیا ہے، آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟ مرزا غالب نے فوراً کہا: جناب اگر کوئی گدھا آپ کو دولتّی مار دے تو آپ کیا جواب دیں گے؟ کیا گدھے کی دولتّی کا جواب ممکن ہے؟ ان دونوں واقعات میں جھوٹ نہیں بلکہ بے ساختگی ہے۔

موضوع: اپریل کا مہینہ انگریزی سال کا چوتھا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں تیس دن ہوتے ہیں، یہ لاطینی زبان سے مشتق ہے، اس لفظ کا معنی کھلنا ہے، چونکہ اسی مہینے سے موسم ربیع یعنی فصل بہار کی ابتدا ہوتی ہے اور ہرے بھرے پودوں سے پھول نکلتے ہیں، اور یہ مہینہ بہار کو کھولتا ہے اس لئے اس کو اپریل کہتے ہیں۔

فرانس میں ماہِ جنوری کے بجائے ماہِ اپریل سے سال کی ابتدا ہوتی تھی لیکن شاہِ فرانس نے ۲۵۶۱ء میں اپریل کی بجائے جنوری کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا۔

اپریل کی بدعت فرانس میں اس وقت شروع ہوئی جب شاہِ فرانس نے سال کی ابتداء جنوری سے کر دیا تھا، چنانچہ جو شخص بادشاہ کے اس حکم کو قبول نہیں کرتا اس کو یکم اپریل کے دن محفل میں بلایا جاتا اور اس کے کردار پر ہنستے، مسکراتے اور مذاق کرتے۔

روم کے لوگ یکم اپریل کو اپنے معبود فینوز کے حق میں عید اور جشن مناتے اور اس دن عید مناتے ہوئے ہنسی مذاق کرتے، نصاریٰ بھی اپنے معبود کے نام عید اور جشن منانے لگے۔ موسم ربیع کی آمد پر یورپی قوموں کے یہاں جشن منایا جاتا تھا، اسی کے ساتھ اپریل فول منانے کی ابتدا ہوئی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ بعض شہروں میں یکم اپریل میں شکار کی ابتدا ہوتی تھی اس دن اکثر لوگ شکار سے محروم ہوجاتے تھے تو اس دن مذاق کا دن بنالیا گیا۔

انگریزوں کے یہاں یکم اپریل (ALLFOOLS DAY) یعنی بیوقوفوں کے جمع ہونے کا دن ہوتا ہے، اس لیے کہ اس دن کچھ جھوٹی باتیں بیان کرتے ہیں اور ایسا جھوٹ بولتے ہیں کہ سننے والا اس کو سچ سمجھنے لگتا ہے اس کے ساتھ کچھ لوگ ہوتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں کچھ لوگوں نے انگریزی کے میگزین میں اکتیس مارچ کو یہ خبر شائع کی کہ یکم اپریل کو فائر اسٹیشن کے قریب گھوڑوں، خچروں اور دیگر حیوانات کی ایک نمائش لگے گی، لوگ انتظار کرنے لگے آگے کافی انتظار کے بعد جب وہ لوگ تھک گئے تو مقامی باشندوں سے اس کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے ایسی نمائش سے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا آج یکم اپریل ہے کسی نے آپ سب کو بیوقوف بنایا ہے۔

یکم اپریل کا مذاق مکمل طور جھوٹ کی بنیاد پر ہوتا ہے، مثلاً ایک صاحب ہمیشہ لاٹری کی ٹکٹ خریدتے تھے کبھی ان کی لاٹری نہیں اٹھی اس کھیل میں ان کی دلچسپی دیکھ کر لوگ ان سے مذاق بھی کرتے تھے، مگر وہ بڑے سادہ لوح تھے ایک مرتبہ انہوں نے پانچ ٹکٹ خریدے اور لوگوں کو دکھاتے پھرتے تھے کہ اتنے ٹکٹ لیا ہوں، 31 مارچ کو لاٹری اٹھائی گئی کسی کو پتہ نہیں چلا کہ کس کی لاٹری اٹھی ہے، دوسرے دن یکم اپریل کو اُن کے دوستوں نے اُن سے کہا کہ مبارک ہو تمہارے نام دس لاکھ کی لاٹری اٹھی ہے آپ تحصیلدار آفس جا کر رقم کا چیک لے لیں، وہ بہت خوش ہوئے گھر والوں کو بھی خوش خبری سنائی اور بارہ بجے تعلق آفس پہنچے، ایم۔ آر۔ او۔ سے ملاقات کی اور اپنی ٹکٹیں بتا کر کہا کہ اس میں کونسا نمبر لگا ہے آفیسر نے کہا اس گاؤں کا کوئی ٹکٹ لاٹری میں نہیں اٹھا، کسی نے تم سے جھوٹ کہا ہے شاید اپریل فول بنایا گیا ہے، وہ دوستوں

کے پاس آئے تو سب ہنسنے اور قہقہہ مارنے لگے، وہ بہت شرمندہ ہوئے۔

ایک صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی کو بہت پیسہ خرچ کرکے پڑھایا ان کی پڑھائی کے لئے نئے مکان بھی گروی میں رکھ دیا چھوٹے بھائی پڑھ لکھ کر سرکاری ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے، ان کی تنخواہ سے گھر کا خرچہ چلتا تھا بڑے بھائی سادہ لوح اور شیخی پسند آدمی تھے، اُن کے دوست اُن سے کبھی کبھی مذاق بھی کرلیا کرتے تھے یکم اپریل کو ان کے چھوٹے بھائی سفر پر چلے گئے، دوستوں کو بڑے بھائی سے مذاق کرنے کا ارادہ ہوا دو تین آدمی بڑے بھائی کے گھر گئے اور کہا کہ ایک ایکسیڈنٹ میں تمہارے بھائی کا انتقال ہوا ہے اور پوسٹ مارٹم کے لیے شہر لے جایا گیا اس خبر پر گھر میں کہرام مچ گیا خواتین چیختے چلاتے واویلا مچانے لگیں اور بڑے بھائی حیران وسرگرداں ہوکر سر پکڑ کر بیٹھ گئے دو تین گھنٹوں کی ناقابل برداشت صدموں کے بعد دوستوں نے کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی بخیر ہیں آج یکم اپریل ہے، اپریل فول کے تحت یہ خبر سنائی گئی بڑے بھائی بہت ناراض ہوئے۔

۳) کن حالات میں جھوٹ بولنا جائز ہے؟

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جولوگوں کے درمیان اصلاح کی خاطر (کسی کی طرف سے) اچھی بات کہتا ہے یا اس کی طرف نسبت کرتا ہے تو وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے۔[بخاری]

☆ ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں کے درمیان جس کو جھوٹ کہا جاتا ہے ایسا جھوٹ صرف تین حالتوں میں جائز ہے:

(۱) حالت جنگ میں (۲) لوگوں کے درمیان صلح کی خاطر (۳) بیوی کی خوشی کی خاطر[بخاری]

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جھوٹ جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس جھوٹ کے ذریعے دونوں میں سے کسی کا حق نہ مارا جاتا ہو، اور نہ ہی وہ ایسی چیز لینے کے حقدار بنیں جو ان کے لیے نہیں، اسی طرح جنگ میں بھی جھوٹ جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ جھوٹ بحالت مجبوری بولا جائے مثلا کوئی ظالم کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کرے اور وہ آدمی کسی کے پاس چھپا ہوا ہو تو جس کے پاس وہ آدمی چھپا ہوا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ظالم سے مظلوم کی موجودگی کا انکار کردے، اور اس پر قسم بھی کھا سکتا ہے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ حدیث میں مذکور تینوں حالتوں میں بلا کسی شرط کے جھوٹ جائز ہے، میاں بیوی کے درمیان اختلاف سے خاندان برباد ہوجاتے ہیں، جب کہ کسی جھوٹ سے خاندان کے درمیان اتفاق واتحاد ہوجاتا ہے تو یہ بہت بہتر ہے، دھاگہ ٹوٹنے کے بعد جڑ جاتا ہے مگر اس میں ایک گھاٹی آجاتی ہے، اسی طرح رشتے ٹوٹنے کے بعد میل جول کی کوششوں سے جڑ جاتے ہیں مگر دلوں میں ایک خلش رہ جاتی ہے، اسی لیے رشتہ داری کو توڑنے کی سخت ممانعت ہے۔

۴) اپریل فول یورپی قوموں کی ایجاد کردہ بدعت ہے، اور ان کے بعض لوگ اپریل فول کو مقدس سمجھتے ہیں، اور پھر اپریل فول کفار ومشرکین کی تہذیب وتمدن سے نکلا ہوا ایک خبیث درخت ہے، اپریل فول ایک بربادکن بے بنیاد تماشہ ہے، اس لیے کفار ومشرکین کے افعال واقوال ان کی تہذیب وتمدن اور اخلاق وعادات سے مشابہت اختیار کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے، اس کو اپنانے سے بہت سی خرابیاں اور ہلاکتیں لازم آتی ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو اپنے بھیجے ہوئے دین کی تعلیمات کو اپنانے کا حکم دیا ہے، اور اپنے نزدیک مغضوب اور ضال قوم یہود ونصاری کی اتباع اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنانے سے منع فرمایا۔

ایک جگہ ارشاد ہے: اے نبی! جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی وہ اس کتاب سے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے خوش ہیں، اور مختلف گروہوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے، تم صاف کہہ دو کہ مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے، اور اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں، لہٰذا کہو میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں، اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں، اسی ہدایت کے ساتھ یہ فرمان ہم نے تم پر نازل کیا ہے، اب اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے کافروں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلہ میں نہ تمہارا کوئی حامی ومددگار ہوگا اور نہ کوئی تم کو اس کی پکڑ سے بچا سکتا ہے۔[الرعد:۳۶-۳۷]

اللہ کا فرمان ہے کہ یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک کہ تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو، صاف کہہ دو کہ بس راستہ وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے، ورنہ اگر اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے تم نے ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لیے نہیں ہے۔[البقرہ:۱۲۰]

اور ایک جگہ ارشاد ہے: کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں، اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی، تو ان کے دل سخت ہوگئے، اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں۔[الحدید:۱۶]

ان آیات میں کافروں اور نافرمانوں کی مشابہت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا، اللہ کے اس حکم کو پس پشت ڈال کر اگر ان کی پیروی کریں اور مشابہت اختیار کریں تو اللہ کی پکڑ اور عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا، اس کی پکڑ سے بچنا محال ہوگا۔

۵) رسول اللہ ﷺ نے بھی یہود ونصاری کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا ہے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راہبوں

کی پوشاک پہننے سے بچو؟ کیونکہ جس نے ان کا لباس پہنا یا ان کی مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[طبرانی]

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاری خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔[بخاری]

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا، آپ نے فرمایا: یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہے تم اس کو نہ پہنو۔[مسلم]

(۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھوں کو کٹاؤ، اور داڑھیوں کو دراز کرو۔[بخاری]

(۵) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان سحری کھانا ہی حد فاصل ہے۔[مسلم]

(۶) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لحد ہمارے لیے ہے اور شق غیروں کے لیے ہے۔[الطحاوی ۶۲]

(۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں کی طرح سلام نہ کرو، وہ سر اور ہتھیلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں۔[سنن نسائی] تم اس طرح نہ کرو بلکہ زبان سے "السلام علیکم" بول کر میل جول کرو۔

(۸) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا مجھے میرے مقام سے زیادہ نہ بڑھاؤ، جس طرح کے نصاری نے عیسی بن مریم کو بڑھایا تھا، میں اللہ کا بندہ ہوں اس لیے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔[بخاری]

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار کرنے میں جلدی کریں گے، کیونکہ یہود و نصاری افطار کرنے میں تاخیر کرتے ہیں۔[مسند احمد]

(۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (اپنی زندگی کے آخری لمحات) حالت نزع میں تھے تو آپ کے چہرہ پر آپ کی چادر کا ایک کنارہ ڈال دیا جاتا، جب آپ کو ذرا ہوش آتا تو آپ چادر کو اپنے چہرہ سے ہٹاتے اور فرماتے یہودیوں اور نصرانیوں پر اللہ کی لعنت ہے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کرنے سے اپنی امت کو ڈراتے تھے۔[ابن کثیر]

۱۱) مذکورہ آیات واحادیث میں مشرکین و یہود و نصاری کی مخالفت کرنے سے متعلق درج ذیل احادیث معلوم ہوئیں۔

(۱) جو علم نہیں رکھتے ان کی خواہشات اور ان کے طریقوں پر چلنے کی ممانعت ہے۔

(۲) ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع سے بچنے کا حکم جو علم رکھنے کے باوجود اللہ تعالی کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

(۳) یہودی اور نصرانی مسلمانوں سے اس وقت تک خوش نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ ان کی ملت کے تابع نہ ہو جائیں، اور جب تک کہ ان کے دین کو نہ اپنالیں۔

(۴) اصلی اور فرعی تمام کاموں میں مشرکین کی مشابہت سے بچنا چاہئے۔

(۵) راہبوں اور سنتوں کے لباس کے مشابہ لباس پہننے سے بچنا اور جو ایسا کرے اس سے اظہار برأت کرنا۔

(۶) ڈاڑھی میں خضاب لگا کر یہود و نصاری کی مخالفت کرنا، اس لئے کہ وہ خضاب نہیں لگاتے۔

(۷) کافروں اور سادھوؤں جیسا لباس پہننے کی حرمت۔

(۸) یہودیوں اور کافروں کے جیسے سر پہ بال رکھنے کی حرمت۔ سر کے اوپر بال رکھنا اور اطراف سے مونڈھنا اس کو عربی میں قزع کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: سر پر بالوں کا گچھا رکھنا یہودیوں کی علامت ہے، تم ایسے بال مت رکھو جب کہ آج مسلمان نوجوان یہودیوں کی تقلید کرتے ہیں کیا ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جذبہ نہیں ہے۔

(۹) جو یہود و کفار کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہے۔

(۰۱) مشرکوں کی مخالفت میں ڈاڑھیوں کو لمبا کرنا اور مونچھوں کو چھوٹا کرنا ہے۔

(۱۱) ہتھیلیوں اور اشاروں سے سلام کرنے کی ممانعت، کیونکہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔

(۲۱) سحری کھانے میں رغبت دلانا، کیونکہ سحری کھانا امت محمدیہ کی فضیلت ہے۔ اور سحری ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے۔

(۳۱) یہودیوں اور نصرانیوں کے برخلاف افطار میں جلدی کرنے کی ترغیب کیونکہ یہود و نصاری شام میں سرخی ختم ہونے کے بعد افطار کرتے تھے۔

(۴۱) اللہ کے رسول ﷺ کو آپ کے مقام سے بڑھانا حرام ہے، جیسا کہ نصاری نے اور یہود نے حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر علیہما السلام کو خدا بنالیا، کیونکہ محمد ﷺ صرف اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(۵۱) قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی حرمت، اور یہ کہ ایسا کرنا یہود و نصاری کا کام ہے، جو مغضوب علیھم ولا الضالین ہیں (وہ یہود جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ عیسائی توحید الوہیت میں گمراہ ہوگئے)

۹) مذاق کی تعریف اور اس کی حرمت و جواز:

شفقت وخوش مذاجی سے کسی سے خوش کلامی کرنے کو مذاق کہا جاتا ہے۔ جیسے اردو کے مشہور شاعر اپنے دوستوں سے کرتے تھے، اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی کام ہمیشہ کرتے رہنے سے اس میں اکتاہٹ آجاتی ہے، اس لیے اکتاہٹ کو ختم کرنے

کے لیے ہلکے سے مذاق سے اس میں ریلیف دی جاتی ہے۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ وعظ ونصیحت کے لیے کچھ دنوں کو اس خطرے کے پیش نظر خاص کر لیتے تھے کہ کہیں ہم روزانہ وعظ ونصیحت سنتے سنتے اکتا نہ جائیں۔[بخاری]

بعض علماء نے کہا کہ بدن کی طرح دل بھی اکتا جاتے ہیں، اس بنا سچا اور مشروع مذاق، الفت ومحبت، راحت ونشاط کا سبب بنتا ہے، اس قسم کا مذاق رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے، اور ائمہ کرام نے بتایا ہے کہ ہنسی مذاق سے قطعی طور پر احتراز کرنا بھی درست نہیں ہے، دوستوں اور مجلسوں میں ہلکا سا مذاق دلوں کو نشیط بناتا ہے۔

مذاق کی بنیاد سچائی پر ہو، اگر اس میں جھوٹ کا دخل ہو تو پھر مذاق کرنے والے کو ویل ہے، حضرت بھز بن حکیم سے مروی ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اس آدمی کے لیے ویل ہے یعنی جہنم کا گڑھا ہے، جو جھوٹی باتیں کہہ کر لوگوں کو ہنساتا ہے، سو اس کے لیے ویل ہے، اس آدمی کے لیے ویل ہے۔[مسند احمد]

۰۱) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذاق:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بولا اے اللہ کے رسول! ہمیں سواری دیجئے؟ آپ نے فرمایا: ہم آپ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کرائیں گے، اس آدمی نے کہا میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ نے فرمایا: اونٹنی بچے کے علاوہ کچھ جنم دیتی ہے، ہر جوان اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔[سنن ابی داؤد]

(۲) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بوڑھی عورت آئی اور بولی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کر دیجئے کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں کی ماں! جنت میں بوڑھی داخل نہیں ہوگی، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ عورت روتے ہوئی واپس ہونے لگی، آپ ﷺ نے فرمایا: اس بوڑھی عورت کو بتا دو کہ وہ بوڑھی ہو کر جنت میں داخل نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق جوان ہو کر جنت میں داخل ہوگی۔[الواقعہ: ۵۳] یعنی ہم ان بوڑھی عورتوں کو خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گیا اور انہیں باکرہ (کنواری) بنا دیں گے، وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے مزاق کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن میں (مزاق) میں حق کے علاوہ دوسری بات نہیں کہتا۔[سنن ترمذی]

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں مذاق کرتا ہوں، لیکن (مذاق) میں حق کے علاوہ کوئی جھوٹی بات نہیں کہتا۔[طبرانی]

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے بعض سفر میں تھی میں بدن کی ہلکی پھلکی تھی آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا: تم لوگ تیزی سے چل کر آگے بڑھ جاؤ وہ لوگ آگے بڑھ گئے پھر آپ نے مجھ سے کہا: آؤ ہم تم دوڑ میں مقابلہ کریں، میں نے مقابلہ کیا آپ ﷺ مجھ سے پیچھے رہ گئے، یہاں تک کہ جب میں ذرا موٹی ہوگئی، بدن بھاری ہوگیا، (اور میں مقابلہ کو بھول گئی تھی) ایک سفر میں آپ کے ساتھ نکلی تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ آگے بڑھ جاؤ، وہ آگے بڑھ گئے، پھر آپ نے فرمایا: آؤ میں تم سے دوڑ میں مقابلہ کروں، میں نے مقابلہ کیا، آپ مجھ سے آگے نکل گئے، اور ہنسنے لگے اور کہہ رہے تھے یہ جیت اس گزشتہ شکست کا بدلہ ہے۔[مسند احمد]

(۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش خلق تھے، ابوعمیر نامی میرا ایک چھوٹا بھائی تھا (تین چار سال کی عمر کا تھا) وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا، آپ اس کو دیکھ لیتے تو فرماتے'' یا اباعمیر ما فعل النغیر '' اے ابوعمیر! تمہاری چھوٹی چڑیا نے کیا کیا؟ آپ یہی کہتے اور اس سے کھیلتے۔[مسلم]

(۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں انجشہ نامی کالا غلام بھی آپ کے ساتھ تھا وہ حدی کے ذریعہ اونٹوں کو تیز دوڑا رہا تھا، اور اونٹ پر خواتین سوار تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انجشہ! ذرا دھیرے دھیرے کانچ کی بوتلوں پر رحم کرو۔[مسلم]

خواتین بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اس لیے وہ بائیں ہاتھ کی طرح کمزور ہوتی ہیں، اور چونکہ کانچ کے بوتل وگلاس گرنے سے ٹوٹ جاتے ہیں اسی طرح خواتین بھی کمزور ہونے کی وجہ سے اگر حادثہ ہوگیا تو ان کو نقصان پہنچے گا، اسی طرح ان کو کانچ کی طرح حفاظت کرنے کے لیے ان کو کانچ کی بوتلیں کہا، ان ہلکے کلمات میں تھوڑا سا مذاق ہے جو حق پر مبنی ہے۔

(۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو کان والے کہہ کر پکارا ابو اسامہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسا بطور مذاق فرمایا تھا۔[سنن ترمذی]

دراصل حضرت انس بن مالک کے کان لوگوں کے مقابل کچھ بڑے تھے یا بڑے نظر آتے تھے آپ کا دو کان والے فرمانا غلط نہیں تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایسا مذاق نہیں کرنا چاہئے جس سے دین مجروح ہو، اپریل فول کے مذاق سے دین میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اور قطعی طور پر مزاق سے پرہیز کرنا بھی اچھا نہیں، اس باب میں اعتدال کا طریقہ اپنانا چاہئے، کثرت مزاق سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، جو مزاق عیبوں سے پاک ہو اور سچائی پر مبنی ہو وہ جائز ہے، لیکن مروجہ اپریل فول کے مزاق میں صریح جھوٹ ہوتا ہے۔ اپریل فول کی چند خرابیوں کو لکھو۔

☆☆☆

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت

شیخ الاسلام محمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انس وجن کی طرف بھیجے گئے پیغمبر ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپسی کے جنوں نے قرآن سنا اور واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرایا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ اپنے نبی کو اس واقعہ کی خبر دی فرمایا:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الاحقاف:۲۹-۳۲)

”اور یاد کرو جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب وہ نبی کے پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہا کہ خاموش ہو جاؤ پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لئے واپس لوٹ گئے۔ کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، جو سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو اور اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔ اور جو اللہ کے بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا اور نہ ہی اللہ کے سوا اس کے کوئی مددگار ہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔“

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا (الجن:۱ تا ۶)

”اے پیغمبر! آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، تو اب ہم اس پر ایمان لا چکے اور اب ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے اور بیشک ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے، نہ اس نے کسی کو (اپنی) بیوی بنایا ہے نہ بیٹا۔ اور ہم میں کا بیوقوف اللہ کے بارے میں خلاف حق باتیں کہا کرتا تھا اور ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ ناممکن ہے کہ انسان اور جنات اللہ پر جھوٹی باتیں لگائیں۔ اور بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔“

مذکورہ بالا آیت میں ”سفیہنا“ سے علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق ”السفیہ منا“ مراد ہے یعنی ہم میں سے جو بیوقوف تھا۔ متعدد اسلاف نے کہا ہے کہ جب کوئی انسان کسی وادی میں اترتا تو یہ کہتا کہ میں اس قوم کے سفیہوں کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں جب انسانوں نے جنوں کی پناہ طلب کرنی شروع کردی تو جن اپنی سرکشی اور کفر میں بڑھ گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا (الجن:۶ تا ۸)

”بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے اور انسانوں نے بھی تم جنوں کی طرح گمان کرلیا تھا کہ اللہ کسی کو نہ بھیجے گا۔ اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور شعلوں سے پر پایا۔“

نزول قرآن سے پہلے بھی شیاطین کو شہاب سے مارا جاتا تھا، لیکن کبھی شہاب کے لگنے سے پہلے ہی وہ چوری سے بعض باتیں سن لیتے تھے، جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آسمان کو سخت چوکیداروں اور شہابوں سے پر کر دیا گیا اور شیطان کے سننے سے پہلے ہی شہاب ان کی تاک میں لگ گئے، جیسا کہ (قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ) جنوں نے کہا: وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا (الجن:۹)

”اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لئے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے لیکن اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔“ اور ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ (الشعراء:۲۱۰تا۲۱۲)

''اس قرآن کو شیطان نہیں لائے۔ نہ وہ اس کے قابل ہیں اور نہ انہیں اس کی طاقت ہے۔ بلکہ وہ تو سننے سے بھی محروم کردیئے گئے ہیں۔''

اس کے بعد جنوں نے کہا:وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا(الجن:۱۰-۱۱)

''اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے۔ اور بیشک بعض تو ہم میں نیکوکار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں (جماعتوں) میں بٹے ہوئے ہیں۔''

یعنی جیسا کہ علماء نے کہا ہے جنوں میں بھی مسلمان، مشرک، یہودی، عیسائی، سنی اور بدعتی ہر طرح کے لوگ موجود ہیں۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا(الجن:۱۲)

اور ہم نے سمجھ لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں ہرگز عاجز نہیں کرسکتے اور نہ ہم بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔

یعنی انہوں نے اپنی قوم کو یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ کو کسی بھی حال میں عاجز نہیں کرسکتے، نہ زمین میں قیام کرکے اور نہ ہی زمین سے بھاگ کر۔

وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا (الجن:۱۳-۱۴)

''اور ہم نے جب ہدایت کی بات سنی تو اس پر ایمان لے آئے اور جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا اسے نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہے نہ ظلم وستم کا اور ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں۔''

یعنی بعض ظالم ہیں کیونکہ انصاف کے لئے ''اقسط'' بولا جاتا ہے اور ظلم وجور کے لئے ''قسط'' استعمال کیا جاتا ہے۔

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۵ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا(الجن:۱۴-۲۴)

''پس جو مسلمان (فرمانبردار) ہوگئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا۔ اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔ (اے پیغمبر! یہ بھی کہہ دیں کہ) اگر لوگ راہ راست پر قائم رہتے تو یقیناً ہم انہیں بہت وافر پانی پلاتے۔ تاکہ ہم اس میں انہیں آزمالیں اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیر لے گا تو اللہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کردے گا۔ اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر پل پڑیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ کہہ دیجئے کہ مجھے ہرگز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور میں ہرگز اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی نہیں پاسکتا۔ البتہ میرا کام اللہ کی بات اور اس کے پیغامات کو پہنچا دینا ہے اب جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ (ان کی آنکھ نہ کھلے گی) یہاں تک کہ اسے دیکھ لیں جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے، پس عنقریب جان لیں گے کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی جماعت کم ہے۔''

بہرحال جب جنوں نے قرآن سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ پر ایمان لے آئے، یہ شہر نصیبین کے جن تھے جیسا کہ صحیح میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جنوں کو سورہ رحمٰن پڑھ کر سنائی اور جب آپ (فبای آلاء ربکما تکذبان) پڑھتے تو اس کے جواب میں جن کہتے ولا بشئی من آلائك ربنا نكذب فلك الحمد یعنی اے ہمارے رب! ہم تیری کسی بھی نعمت کا انکار نہیں کرتے تیرے ہی لئے تعریف ہے۔

پھر جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تو آپ سے خود اپنے لئے اور اپنے چوپایوں کے لئے خوراک کا سوال کیا آپ نے فرمایا:

''تمہاری خوراک ہر وہ ہڈی ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، وہ تمہیں بھرپور گوشت کی شکل میں ملے گی اور تمہارے چوپایوں کے لئے ہر قسم کی مینگنی خوراک ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا: ''تم ہڈی اور مینگنی سے استنجاء نہ کرو، یہ تمہارے جنات بھائیوں کی خوراک ہیں۔''

یہ ممانعت متعدد طرق سے ثابت ہے اور اسی سے علماء نے ہڈی اور مینگنی سے

استنجاء کرنے کی ممانعت پر دلیل لی ہے اور مزید یہ کہا ہے کہ جب جنات اور ان کے چوپایوں کی خوراک سے استنجاء کرنا منع ہے تو انسان اور ان کے چوپایوں کی خوراک سے استنجاء کرنا بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔

غرضیکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام انسانوں اور جنوں کے لئے ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت کے اعتبار سے سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں کی تسخیر سے بڑھ کر ہے حضرت سلیمان کے لئے جنوں کو مسخر کر دیا گیا تھا اور وہ بحیثیت بادشاہ ان پر حکومت کرتے تھے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اس لئے مبعوث کئے گئے کہ آپ انہیں اللہ کا پیغام پہنچائیں کیونکہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور بندہ و رسول کا مقام و مرتبہ بادشاہ نبی سے بلند ہوتا ہے۔

کافر جنوں کے بارے میں تو نص اور امت کا اجماع ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے لیکن مومن جنوں کے بارے میں جمہور کا یہی مذہب ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

جمہور علماء کا یہ قول بھی ہے کہ تمام رسول انسان تھے، جنوں میں سے کوئی رسول نہیں ہوا، البتہ ان میں سے نذیر (ڈرانے والے) پیدا ہوئے ہیں، ویسے ان مسائل کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے۔

اس جگہ یہ بتانا مقصود ہے کہ جنات انسانوں کے ساتھ درج ذیل احوال میں ہوتے ہیں:

☆ جو انسان جنوں کو وہی حکم دے جو حکم اللہ اور اس کے رسول کا ہے یعنی ایک اللہ کی عبادت اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا اور یہی حکم وہ دیگر انسانوں کو بھی دے، تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے افضل ترین اولیاء میں سے ہے، بلکہ وہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خلیفہ اور نائب ہے۔

☆ اور جو انسان جنوں کو مباح کاموں میں استعمال کرے تو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص انسانوں کو مباح کاموں میں استعمال کرے، اب اگر یہ شخص جنوں کو واجبات کی پابندی کا حکم دیتا اور محرمات سے روکتا ہے اور ان سے مباح کام کرواتا ہے تو وہ بمنزلہ ان بادشاہوں کے ہے جو ایسا کرتے ہیں، ایسے شخص کو اگر اولیاء اللہ میں سے مان لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ وہ عام اولیاء کے درجے میں ہوگا اور خاص اولیاء کے مقابلہ میں اس کی حیثیت وہی ہوگی جو عبد و رسول کے مقابلہ میں بادشاہ نبی کی ہے اور حضرت ابراہیم اور عیسیٰ اور محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں حضرت سلیمان اور یوسف علیہما السلام کی ہے۔

☆ اور جو شخص جنوں کو اللہ اور رسول کے منع کردہ کاموں میں استعمال کرے یعنی شرکیہ امور میں یا کسی بے گناہ کے قتل کرنے میں یا قتل کے علاوہ اس پر ظلم و زیادتی کرنے میں مثلاً اسے بیمار کرنے یا اس کا علم بھلانے یا اسے اللہ کی یاد سے غافل کرنے یا اس کے علاوہ کسی بھی قسم کا ظلم کرنے میں یا کسی فعل بد مثلاً جس سے بدکاری کا ارادہ ہے اسے کھینچ کرلانے میں جنوں کو استعمال کرے اس نے گویا اثم و عدوان پر ان سے مدد لی، اب اگر اس نے جنوں سے کفر پر مدد لی تو وہ کافر ہے اور اگر معصیت پر مدد لی تو گنہگار فاسق یا کم از کم گنہگار ہے۔

☆ اور جس شخص کے پاس شریعت کا پورا علم نہ ہو اور وہ جنوں سے ایسے کاموں میں مدد لے جن کو وہ کرامات سمجھتا ہو، مثلاً اس کام میں مدد لے کہ وہ اسے بدعی سماع کے وقت اڑا کرلے جائیں، یا اسے اٹھا کر عرفات لے جائیں اور وہ شرعی حج نہ کرے جس کا اللہ اور رسول نے حکم دیا ہے، یا اسے ایک شہر سے دوسرے شہر اٹھا کرلے جائیں اور اسی طرح کے دیگر کام کروائے تو ایسا شخص دھوکہ میں ہے اور شیاطین کے مکر و فریب کا شکار ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ مذکورہ بالا کام جن و شیاطین کے ہیں، بلکہ انہوں نے یہ سن رکھا ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ سے کرامتیں اور خارق عادت تصرفات ظاہر ہوتے ہیں، وہ حقائق ایمان اور علم قرآن سے اتنا واقف نہیں ہوتے کہ رحمانی کرامات اور شیطانی تلبیسات کے درمیان تمیز کرسکیں، اس لئے ایسے لوگوں کے حسب اعتقاد شیاطین ان کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں اب اگر وہ شخص مشرک ہے اور ستاروں یا بتوں کی عبادت کرتا ہے تو اسے اس وہم میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ یہ عبادت اس کے لئے نفع بخش ثابت ہو رہی ہے اس کا ارادہ تو یہ ہوتا ہے کہ جس بادشاہ یا نبی یا بزرگ کی صورت پر یہ بت بنایا گیا ہے اس سے شفاعت یا توسل کا طالب ہو، چنانچہ اپنے اسی ارادہ و نیت کی وجہ سے وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس نبی یا بزرگ کی عبادت کررہا ہے، حالانکہ وہ درحقیقت شیطان کی پوجا کررہا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (سبا: ۴۰-۴۱)

''اور جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے، تو ہی ہمارا ولی ہے نہ کہ یہ لوگ، بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر کا انہی پر ایمان تھا۔''

اور یہی وجہ ہے کہ سورج، چاند اور ستاروں کی پرستش کرنے والے جب ان کو سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے سجدہ کے وقت شیطان سورج، چاند اور ستاروں کے قریب ہو جاتا ہے تاکہ ان کا سجدہ اسی کے لئے ہو۔

اور اسی لئے شیطان اس شخص کی صورت اختیار کرلیتا ہے جس سے مشرکین استغاثہ و فریاد کرتے ہیں، اگر استغاثہ کرنے والا نصرانی ہے اور جرجس یا کسی اور سے استغاثہ کرتا ہے تو شیطان جرجس یا اس مستغاث شخص کی صورت بنا کر حاضر

ہوجاتا ہے، اور اگر مسلمانوں سے نسبت رکھتا ہے اور مسلمانوں کے کسی شیخ سے استغاثہ کرتا ہے جس کے بارے میں اسے حسن ظن ہے تو شیطان اسی شیخ کی صورت میں حاضر ہوتا ہے، اور اگر وہ مشرکین سے تعلق رکھتا ہے تو شیطان اس شخص کی صورت میں حاضر ہوتا ہے جس کی مشرکین تعظیم کرتے ہیں۔ پھر اگر وہ شیخ جس سے استغاثہ کیا جاتا ہے اس کے پاس شریعت کا علم ہو تو شیطان اسے یہ نہیں بتاتا کہ وہ اس کی صورت بنا کر اس سے استغاثہ کرنے والوں کے پاس گیا تھا، لیکن اگر اسے شریعت کا علم نہیں تو اس سے ان کی باتیں بتاتا اور ان کے اقوال نقل کرتا ہے، اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا شیخ دور سے ہی ان کی آواز سنتا اور جواب دیتا ہے، حالانکہ یہ سب شیطان کی وساطت سے انجام پاتا ہے۔

ایک شیخ جس کے ساتھ اس طرح کے مکاشفہ اور مخاطبت کی صورت پیش آئی تھی اس نے بتایا کہ مجھے جن پانی اور شیشہ کی طرح ایک صاف وشفاف چیز دکھاتے اور اس میں وہ میرے سامنے وہ سب کچھ حاضر کردیتے جس کے بارے میں معلومات مطلوب ہوتیں اور میں لوگوں کو بتاتا جاتا، وہ یہ بھی کرتے کہ میرے پاس میرے ان ساتھیوں کی باتیں پہنچاتے جو مجھ سے استغاثہ وفریاد کرتے، چنانچہ میں ان کی باتوں کا جواب دیتا، پھر وہ میرا جواب ان کو پہنچاتے۔

ان اہل خوارق شیوخ میں سے بہت سے لوگوں کا حال یہ تھا کہ جب کوئی ناواقف شخص ان کی تکذیب کرتا اور کہتا کہ آپ لوگ یہ سارا کام حیلہ سے کرتے ہیں، جس طرح کچھ لوگ سفید پتھر، نارنگی کے چھلکے اور مینڈھک کے تیل وغیرہ کے طبیعی حیلے استعمال کر کے آگ میں کود پڑتے ہیں تو اس بات پر شیوخ کو تعجب ہوتا اور کہتے کہ اللہ کی قسم! ہم یہ سارے حیلے نہیں جانتے، لیکن جب کوئی واقف کار شخص ان سے کہتا کہ آپ لوگ سچ کہتے ہیں لیکن یہ سب شیطانی احوال ہیں، تو وہ اس کا اقرار کر لیتے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو اللہ نے توفیق دی، چنانچہ جب ان پر حق واضح ہوگیا اور کئی وجوہ سے انہوں نے جان لیا کہ یہ سب درحقیقت شیطان کی طرف سے ہے، کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ یہ احوال شریعت مطہرہ میں مذموم بدعتوں اور اللہ ورسول کی معصیت ونافرمانی کے وقت ہی ظاہر ہوتے ہیں، مشروع عبادات جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ومطلوب ہیں ان سے ان کا ظہور نہیں ہوتا، تو انہوں نے قطعی طور پر جان لیا کہ یہ وہ خوارق وتصرفات ہیں جن کو شیطان اپنے دوستوں کے لئے ظاہر کرتا ہے، ان کا ان کرامات سے کوئی تعلق نہیں جن سے اللہ رحمٰن اپنے اولیاء کو نوازتا ہے، چنانچہ حق واضح ہوجانے کے بعد انہوں نے ان اعمال سے توبہ کرلی۔

☆☆☆

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم وغیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد

اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

امیر المومنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خدمات حدیث: ایک مختصر جائزہ

ڈاکٹر محمد شفیع اللہ (مالدہ)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بالاتفاق تاریخِ اسلام کی ایک اہم اور قد آور شخصیت ہیں، خاندانی شرف، فضل وکمال، زہد وتقویٰ، حق گوئی، شجاعت اور دوسری متعدد خصوصیات کی بناء پر آپ کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے، آپ اپنے خاندان اور رشتہ داریوں کے لحاظ سے بہت زیادہ شرف واعزاز کے حامل تھے۔ آپ کے والد جلیل القدر صحابی حضرت زبیر بن عوام آنحضرت ﷺ کے حواری اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے نانا تھے جو پیغمبر اسلام ﷺ کے بے نظیر ساتھی تھے۔ آپ کی خالہ حضرت عائشہ اور آپ کی پھوپھی حضرت خدیجہ تھیں جو آنحضرت ﷺ کی بیوی تھیں اور آنحضرت ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ آپ کی دادی تھیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں جنہیں بارگاہِ رسالت مآب سے ''ذات النِطاقَین'' کا خطاب عطا ہوا۔

نام ونسب : آپ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر ہے، کچھ روایات میں دوسری کنیت ''ابوخُبَیب'' آپ کے ''خُبیب'' نامی بیٹے کی نسبت سے منقول ہے، والد کا نام زبیر بن العوام ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب کچھ اس طرح سے ہے: عبداللہ بن زبیر بن عوام بن خُوَیلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قُصی بن کلاب بن مرہ۔ جناب قُصَّی بن کلاب پر جاکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا شجرۂ نسب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرۂ مبارکہ سے مل جاتا ہے۔ ننھیال کی طرف سے بھی شجرہ نسب جناب مُرّہ پر جاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ (امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۳۶۳، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع ثالث ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵م)

ابتدائی حالات : آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں سن ایک ہجری میں پیدا ہوئے۔ تاریخ اسلام میں آپ کی ولادت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کیونکہ ہجرت مدینہ کے بعد عرصہ تک مسلمانوں کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اور یہودیوں نے مشہور کر دیا کہ مسلمانوں کے انقطاع نسل کے لیے انھوں نے جادو کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ کی ولادت سے ان کے اوہام باطلہ کی تردید ہوگئی اور مسلمان آپ کی ولادت سے بہت خوش ہوئے۔ آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر آپ کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے گود میں لے کر خیر وبرکت کی دعا کی اور کھجور چبا کر اس نومولود کے منہ میں ڈالی۔ اس طرح سب سے پہلی چیز جو آپ کے پیٹ میں گئی، وہ آنحضرت ﷺ کا لعاب دہن تھا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۴/ ۷۹، ۸۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول ۱۴۱۵ھ)

آپ رضی اللہ عنہ نے آٹھ برس کی عمر میں بیعت نبوی کا شرف حاصل کیا۔ عہد رسالت اور عہد صدیقی میں آپ کم سن تھے اس لیے ان دونوں زمانوں کا کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ملتا، البتہ حضرت عمر کے آخری دور میں آپ اپنے والد کے ساتھ جنگ یرموک میں شریک ہوئے، حضرت عثمان کے عہد میں جنگ طرابلس میں شریک ہوئے اور اس میں فتح حاصل کی۔ اور اس کے بعد سن ۰۳ھ میں طبرستان کی فوج کشی میں نمایاں حصہ لیا۔

سن ۳۵ھ میں جب شورش پسندوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو اس وقت عثمان کی حفاظت کے لیے جو سرفروش نکلے تھے ان میں آپ بھی تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ مظلوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لئے سرگرم ہوئے، اس گروہ کی قیادت حضرت عائشہ نے کی تھی، جنگ جمل میں آپ کو تلواروں اور نیزوں کے چالیس سے زیادہ زخم آئے۔ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن یزید کے ولی عہد بنانے کی آپ نے پرزور مخالفت کی اور اپنی خلافت کا دعوی کر دیا۔ یزید کے انتقال کے بعد سنہ ۶۴ھ میں دوبارہ بیعت کی دعوت دی۔ تو دولت اسلامیہ کے بیشتر حصوں میں آپ کی بیعت ہوگئی۔ آپ ۷۳ھ تک مسلسل بنو امیہ سے مقابلہ کرتے رہے۔ بالآخر شامیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ (الاصابۃ: ۴/ ۱۷، ۲۷۔ امام سیوطی: تاریخ الخلفاء۔ ص ۱۳۵، مکتبہ نزار مصطفی الباز، طبع اول ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴م)

علم وفضل : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عہد رسالت میں صغیر السن تھے۔ اس لئے ان کو فیضان نبوی سے براہ راست بہرہ یاب ہونے کا موقع کم ملا تاہم اپنی زبردست قوت فہم وذکاء کی بدولت انہوں نے اس عمر میں بھی بارگاہ نبوت سے بہت کچھ حاصل کر لیا۔ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا کہ اس کو کہیں دبا دو یا کسی ایسی جگہ چھپا آؤ کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ آپ گو کہ کم عمر تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو بے پناہ محبت تھی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک لے لیا اور وہاں سے اوجھل ہو کر پی لیا۔ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اس خون کا کیا کیا؟ انہوں نے عرض کی: ''میں نے اپنے

نزدیک سب سے پوشیدہ جگہ دیکھ کر وہاں رکھ دیا۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا معلوم ہوتا ہے، تو اس کو پی گیا۔'' عرض کی: ''ہاں یارسول اللہ!'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے بدن میں میرا خون جائے گا، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی۔(ابن کثیر، البداية والنهاية :۸/ ۳۳۳، دار الفكر بيروت،۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۴م)

اس کے علاوہ انہوں نے جس پاکیزہ ماحول اور فضا میں آنکھیں کھولیں اور جن عظیم المرتبت ہستیوں کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی ان سب باتوں نے مل کر ان کو معدن فضل وکمال بنا دیا تھا۔ چنانچہ تمام اہل سیر نے ان کو فضل کمال کے اعتبار سے طبقہ صحابہ میں ممتاز جگہ دی ہے۔

سرور کائنات کے بعد حضرت ابن زبیرؓ نے جن عظیم المرتبت ہستیوں سے خصوصی فیض حاصل کیا۔ ان میں نانا حضرت ابوبکر، خالہ حضرت عائشہ صدیقہ، والد حضرت زبیر بن العوام اور والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو علمی حیثیت سے نہ صرف دوسری امہات المومنین اور صحابیات پر بلکہ چند خاص بزرگوں کو چھوڑ کر تمام صحابہ پر فوقیت حاصل تھی، حضرت ابن زبیر کی خوش بختی کا بھی بھلا کوئی ٹھکانا تھا کہ جامع علوم و فضائل نے ان کو نہ صرف اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا بلکہ وہ ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دیتی تھیں یہاں تک کہ ایک دن ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ذات مختلف علوم و معارف کا گنجینہ بن گئی۔

قرآن حکیم جو اسلام کے تمام علوم ومعارف کا سرچشمہ ہے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اس کے بہت بڑے عالم اور قاری تھے۔ وہ گاہے گاہے قرآن مجید کی تفسیر کیا کرتے تھے چنانچہ ان سے بعض آیتوں کی تفسیر صحیح بخاری میں منقول ہے، قراءت قرآن سے ان کو خاص شغف تھا اور ان کا شمار اپنے زمانہ کے مشہور اور مستند قراء میں ہوتا تھا، ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کی قرات قرآن کے خاص طور پر معترف تھے اور ان کو قاری القرآن کہا کرتے تھے۔(حافظ ذہبی، سیر اعلام النبلاء :۳/ ۳۴۷)

اکثر مورخین نے حضرت ابن زبیرؓ کے اس کمال کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ان کو عربی کے علاوہ کئی دوسری زبانوں پر بھی عبور کامل حاصل تھا، اور وہ ان میں بڑی آسانی کے ساتھ گفتگو کر سکتے تھے، ان کے پاس مختلف قوموں اور نسلوں کے بہت سے غلام تھے اور وہ ہر ایک سے اس کی مادری زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے، مورخین کا قول ہے کہ ابن زبیر کو سات غیر ملکی زبانوں میں مہارت حاصل تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کے سو غلام تھے۔ جن میں سے ہر ایک کی زبان جدا تھیں لیکن ابن زبیر ہر ایک سے اس کی مادری زبان میں گفتگو کرتے تھے۔(امام سیوطی، تاریخ الخلفاء:ص ۱۴۱)

عرب میں خطابت کو شریف ترین فن سمجھا جاتا تھا۔ ابن زبیر کو اس فن شریف میں بھی کمال حاصل تھا، فن خطابت کے چار ضروری اجزاء ہیں: حسن گفتار، فصاحت و بلاغت، آواز میں بلندی اور لہجہ میں رفعت وجلالت۔ ابن زبیر کی خطابت میں یہ چاروں اجزاء بدرجہ اتم موجود تھے۔ وہ بڑے فصیح وبلیغ مقرر تھے۔ جب خطبہ دیتے تو ان کی آواز کی کڑک سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھتی تھیں اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ فصاحت وبلاغت کا ایک دریا ہے جو امنڈا چلا آرہا ہے۔ ان کے خطبات نہایت موثر اور دلنشین بھی ہوتے تھے۔ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ تین چیزوں میں ابن زبیر کا کوئی مقابل نہ تھا، عبادت، شجاعت اور بلاغت، آپ ایسے بلند آواز شخص تھے کہ ان کی آواز پہاڑوں سے جاکر ٹکرایا کرتی تھی۔(امام سیوطی، تاریخ الخلفاء ص ۱۴۱)

حفظ حدیث اور قوت حافظہ: ابن زبیر رضی اللہ عنہ عہد رسالت میں سن رشد کو نہیں پہنچے تھے لیکن اللہ نے انہیں زبردست قوت حافظہ عطا کی تھی چنانچہ ان سے مروی احادیث کا زیادہ حصہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے۔ ان کے حافظہ کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جو دعا مانگا کرتے تھے وہ ان کو لفظ بہ لفظ یاد تھی چنانچہ ان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد فرمایا کرتے تھے: لا اله الا الله وحده، لا شريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شئى قدير، لا حول ولا قوة الا بالله، ولا نعبد الا اياه، أهل النعمة والفضل والثناء الحسن، لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کی حکومت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے گناہ سے بچنے اور نیکی پر عمل کرنے کی قدرت صرف اللہ ہی سے مل سکتی ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں اسی کا احسان اور مہربانی ہے اور اسی کی بہترین تعریف ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہم خالص اسی کے لئے عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافروں کو اچھا نہ لگے۔(مسند احمد : ۲۴/ ۴۵، حدیث نمبر ۱۴۱۲۲، مؤسسة الرسالة)

شیوخ و اساتذہ : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت زید بن ثابت انصاری اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔(امام مزی، تہذیب الکمال:۱۴/ ۵۰۹، مؤسسة الرسالة بیروت، طبع اول ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م)

اس کے علاوہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ باوجود اپنے فضل وکمال کے اپنے معاصرین سے دینی وعلمی مسائل میں استفادہ کرنے سے مطلق گریز نہ کرتے تھے،

جس مسئلہ کا علم نہ ہوتا بلا تامل اپنے معاصرین کی طرف رجوع کر کے اس سلسلے میں حکم نبوی معلوم کرتے اور پھر اسی پر عمل کرتے ،عید الفطر کی اذان اور خطبہ کے بارے میں ابن زبیر کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کا یقینی علم نہ تھا۔ان کے عہد خلافت میں جب حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز کے لئے اذان نہیں کہلاتے تھے اور نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے تو انہوں نے بھی یہی طرز عمل اختیار کر لیا۔امام مسلم کی روایت ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں ابن زبیرؓ نے ابن عباسؓ کی طرف رجوع کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے انہیں لکھا: کہ نماز فطر میں اذان نہیں دی جاتی ،سوتم آج اذان نہ دلوانا،تو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اذان نہیں دلوائی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ خطبہ،نماز کے بعد ہونا چاہیئے اور وہ یہی کرتے تھے،سو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی۔(صحیح مسلم : ۳/ ۱۹،کتاب صلاۃ العیدین،حدیث نمبر۸۸۴)

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مرویات : جیسا کہ بیان ہوا کہ آپ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست فیضان و استفادہ کا موقع بہت کم ملا۔کیوں کہ ابھی آپ کی عمر نو دس برس کی تھی کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے۔اس کے باوجود کتب احادیث میں ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد تینتیس (۳۳) ہے جو کہ ان کی زبردست قوت حافظہ کا منہ بولتا ثبوت ہے، جن میں سے ایک روایت متفق علیہ ہے،جب کہ چھ حدیثوں میں امام بخاری اور دو حدیثوں میں امام مسلم منفرد ہیں۔(امام ذہبی،سیر اعلام النبلاء:۳/۳۶۳)

عمل بالحدیث کا شوق :

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا شمار مدینہ کے صاحب علم و افتا صحابہ میں ہوتا تھا۔وہ لوگوں کو فقہی مسائل بتایا کرتے تھے اور ان کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کی تلقین کیا کرتے تھے۔خود بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ پر سختی سے پابندی کرتے تھے،اور آپ سے مسئلہ معلوم کرنے والوں کو بھی سنت رسول اور حکم نبوی سے آگاہ کرتے تھے۔چناں چہ ایک آدمی نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا: کہ مٹکے کی نبیذ کے متعلق ہمیں فتوی دیجیے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ممانعت کرتے ہوئے سنا ہے۔(مسند احمد : ۲۴/۲۴ ، مسند مدنیین ، حدیث نمبر ۱۴۰۹۸)

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر کا خط آیا،سیدنا ابن زبیر نے انہیں اپنی طرف سے قاضی مقرر کر رکھا تھا اس خط میں لکھا تھا:

کہ تم نے مجھ سے دادا کا حکم معلوم کرنے کے لئے خط لکھا ہے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: اگر میں اپنے رب کے علاوہ اس امت میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی ہیں اور رفیق غار ہیں سیدنا صدیق اکبر نے دادا کو باپ ہی قرار دیا ہے اور حق بات یہ ہے کہ اس میں جو قول سب سے زیادہ حقیقت کے قریب ہمیں محسوس ہوا وہ سیدنا صدیق اکبر کا ہی ہے۔(مسند احمد : ۲۴/۳۲،حدیث نمبر ۱۴۱۰۷)

حضرت مصعب بن ثابت کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر اور ان کے بھائی عمرو بن زبیر میں کچھ جھگڑا چل رہا تھا اس دوران عبداللہ بن زبیر ایک مرتبہ سعید بن عاص کے پاس گئے ان کے ساتھ تخت پر عمرو بن زبیر بھی بیٹھے ہوئے تھے سعید نے انہیں بھی اپنے قریب بلایا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اور سنت یہ ہے کہ دونوں فریق حاکم کے سامنے بیٹھیں۔(مسند احمد : ۲۴/۲۹، حدیث نمبر ۱۴۱۰۴)

تلامذہ و شاگرد: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما گوں نا گوں سیاسی مصروفیات کے باوجود تبلیغ حدیث اور سنت نبویہ کی ترویج سے یکسر پیچھے نہیں ہٹے ،آپ کو جہاں بھی موقع میسر آتا حکم نبوی پیش کرنے میں بالکل گریز نہیں کرتے تھے،اور اس طرح آپ اپنے فیوض و برکات سے مستفیدین کی علمی تشنگی دور کرتے ،آپ کا کا حلقہ تلامذہ بہت وسیع تھا جس میں اکابر تابعین شامل تھے۔ان تلامذہ میں حضرت عروہ بن زبیر،حضرت ثابت بن اسلم بنانی، حضرت جابر بن زید،حضرت طاؤس بن کیسان،حضرت عبدالرحمٰن بن اسود،حضرت عطاء بن ابی رباح،حضرت محمد بن منکدر،حضرت ابن ابی ملیکہ ،حضرت عباس بن سہل، حضرت مصعب ، حضرت مرزوق ثقفی،حضرت عبدالوہاب بن یحییٰ،حضرت عباد ،حضرت ہشام ،حضرت عامر بن شراحیل شعبی ،حضرت عبیدہ سلمانی،حضرت ابو اسحاق سبیعی ،حضرت ابو الشعثاء اور حضرت سماک بن حرب قابل ذکر ہیں۔(امام مزی،تہذیب الکمال ۱۴/۵۱۰)

آپ کی شہادت: سن ۷۳ ہجری میں عبدالملک بن مروان نے اقتدار سنبھال کر اپنی بیعت کا اعلان کیا اور بنوامیہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف کو ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ کیا۔حجاج مکہ پہنچ کر ''ابوقبیس'' نامی پہاڑ پر چڑھا اور اس پر منجنیق نصب کرنے کا حکم دیا، پھر اسی منجنیق کے ذریعہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ اور آپ کے اصحاب پر پتھر برسائے۔آپ رضی اللہ عنہ نے اس ظالم کی فوجوں کا خوب ڈَٹ کر مقابلہ کیا۔آپ کے اصحاب چھتوں پر چڑھ کر دشمن پر اینٹیں پھینکنے لگے،اس دوران دشمن کا پھینکا ہوا ایک پتھر آپ کے سر پر لگا تو آپ زخم کی تاب نہ لا سکے اور زمین پر گر پڑے۔دشمن نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔یہ واقعہ ۱۷/ جمادی الاولی سنہ ۷۳ ہجری میں پیش آیا۔ (امام سیوطی : تاریخ الخلفاء،ص:۱۶۱)

☆☆☆

علامہ عبدالمجید الحریری بنارسی رحمہ اللہ کی عربی دانی

مولانا آصف تنویر تیمی

غائبانہ طور پر میں جن علمی شخصیات سے متاثر رہا ہوں ان میں سے ایک ہمارے ممدوح علامہ عبدالمجید الحریری رحمہ اللہ ہیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ جامعہ امام ابن تیمیہ کے طالب علمی کے زمانے میں ہی ان کی لیاقت، صلاحیت اور متعدد زبانوں پر ان کی دسترس کے بارے میں اپنے کسی استاد سے سنا تھا۔اس وقت آئی گئی بات ختم ہوگئی۔مگر ان کا نام ذہن کے کسی گوشہ میں باقی رہا۔اس کے بعد سے ہمیشہ ان کے بارے میں تفصیل سے پڑھنے اور جاننے کی خواہش رہی۔جب بھی موقع ملا کتابیں ہاتھ لگیں ان کی حیات وخدمات کا مطالعہ کیا، اور ہنوز علماء کی سوانح کے مطالعہ کا شوق دل میں جوان ہے۔اسلاف کے کارناموں اور علم وعمل کے بارے میں ان کے سنہرے واقعات کو جان کر ایسا لگتا ہے کہ بے قرار روح کو قرار وسکون حاصل ہوگیا۔

مولانا سعید احمد اکبر آبادی (سابق ڈین شعبہ اسلامیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے بقول ہندوستان میں عربی زبان کے تین ادیب ہوئے اور تینوں اہلحدیث تھے۔پہلے مولانا محمد یوسف سورتی، دوسرے مولانا عبدالعزیز میمنی اور تیسرے مولانا عبدالمجید حریری رحمہم اللہ۔آخر الذکر کو اللہ تعالی نے عربی کی ایسی قوت گویائی عطا کی تھی کہ ادبائے عرب رشک کرتے تھے۔

آپ شہر بنارس کے رہنے والے تھے۔آپ کا پورا گھرانہ پڑھا لکھا اور دیندار تھا۔اسی شہر کے مدن پورہ علاقے میں سال 1894ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔پانچ سال کی عمر میں تعلیم کا بسم اللہ کیا۔اپنی غیر معمولی ذہانت وفطانت کی وجہ سے محض 9/سال کی عمر میں اردو اور فارسی کی مروجہ تعلیم مکمل کرلی، چودہ پندرہ 14/15 سال کی عمر میں درس نظامی مکمل کرلیا۔اس کے بعد مختلف سرکاری اور غیر سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں سے مختلف تعلیمی ڈگریاں حاصل کیں۔اسی ضمن میں وکالت بھی کیا۔مگر بہت جلد اس پیشہ کو یہ کہہ کر خیر باد کہہ دیا کہ اس میں جھوٹ، دغا، بے ایمانی اور اور فریب پایا جاتا ہے کوئی شریف انسان اس پیشے کو اختیار نہیں کرسکتا۔

کتابوں اور مطالعہ کے آپ بے حد شوقین تھے پڑھنا لکھنا آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔آپ کی ذاتی لائبریری کا شمار بنارس کی مشہور لائبریریوں میں ہوتا تھا۔دور دراز سے مصنفین اور محققین آپ کے پاس آکر آپ کی لائبریری سے استفادہ کرتے تھے۔مولانا مسعود عالم ندوی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی کتاب "شیخ محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم وبدنام مصلح" اور "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" کی تالیف میں اس لائبریری سے استفادہ کیا تھا۔ایک موقع سے علامہ سید سلیمان ندوی سے مولانا حریری کے بارے میں کہا: عربی زبان وادب پر آپ کو جو قدرت ومدارت ہے اب تک اس مقام کو نہیں پہنچ سکا ہوں۔

آپ کی زبان آوری سے متعلق بہت سارے واقعات مشہور ہیں ان میں سے چند کو بحوالہ تراجم علمائے اہل حدیث بنارس ذیل کے سطور میں نوٹ کیا جاتا ہے:

(1) ایک دفعہ بلند پایہ شامی عالم دین شیخ عبدالعزیز ثعالبی تونسی سیاحت کی غرض سے ہندوستان آئے، بنارس میں وہ علامہ حریری کے مہمان بنے۔اس دوران وہ علامہ حریری کی گفتگو سے اس قدر متاثر اور متعجب تھے کہ انہیں یقین ہی نہیں ہورہا تھا کہ علامہ حریری ہندوستانی ہیں۔ساتھ ہی انہیں ان کے ازہری ہونے کا شبہ ہوا۔جب علامہ حریری نے بتلایا کہ میری ساری تعلیم ہندوستان کی، میرے سارے اساتذہ ہندوستان کے ہیں تو علامہ ثعالبی نے اس کو اول وہلہ میں جھوٹ پر محمول کیا مگر جب علامہ حریری کے استاد مولانا منیر خان نے وضاحت کی کہ واقعی ان کی از ابتدا تا انتہا انہوں نے ہندوستان میں تعلیم حاصل کیا ہے تو علامہ ثعالبی کو یقین ہوا۔

(2) عالم اسلام کے نمایاں سلفی علماء وفضلاء میں علامہ تقی الدین ہلالی مراکشی رحمہ اللہ کا شمار ہوتا ہے۔انہیں سلفیان ہند سے خاص تعلق تھا۔بغرض تعلیم وتعلم کئی دفعہ انہوں نے ہندوستان کا دورہ کیا۔

علامہ مراکشی بنارس میں علامہ حریری کے مہمان ہوتے تھے۔دونوں میں کافی علمی اور منہجی یگانگت پائی جاتی تھی۔علامہ مراکشی اپنی فرصت کے اوقات کو علامہ حریری کے ساتھ گزارتے تھے۔بلکہ علامہ حریری ہی کے ایما پر مولانا مراکشی ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مدرسی قبول کی تھی۔مولانا مراکشی کے تربیت یافتہ لوگوں میں مولانا مسعود عالم ندوی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہا اللہ کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔

مولانا حریری کو عربی زبان وادب پر جو قدرت حاصل تھی اس بارے میں علامہ مراکشی کا تاثر تھا کہ ان پر اللہ تعالی کا خصوصی فضل وکرم ہے، ان کا علم خداداد (وہبی) ہے۔جب کبھی علامہ حریری کو علامہ مراکشی مخاطب کرتے تو ادیب اور محقق سے موسوم کرتے۔

(3) مولانا ابوالحسن علی ندوی علامہ حریری کے بے انتہا معتقد تھے۔بلکہ انہیں اپنا استاد مانتے تھے۔ایک دفعہ انہوں نے بنارس میں طلبہ کے سامنے علامہ حریری کی مختلف زبانوں میں عبور سے متعلق ایک قصہ بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ ایک دفعہ میں اپنے استاد مولانا مراکشی کے ساتھ بنارس آیا ہوا تھا۔مولانا مراکشی علامہ حریری کے

مہمان تھے۔ایک شام مولانا حریری، مولانا مراکشی تفریح کے لئے نکلے ساتھ میں میں بھی تھا اسی دوران مولانا حریری کا ایک بنگالی دوست بھی آ گیا وہ بھی تفریح میں ہم لوگوں کے ساتھ ہو گیا۔ پھر مولانا حریری کا کمال دیکھنے بنا کہ وہ مولانا مراکشی سے عربی، اپنے بنگالی دوست سے انگریزی اور مجھ سے اردو میں گفتگو کرتے۔اس طرح ہم لوگوں نے شام کی تفریح کو مکمل کیا۔تینوں زبانوں کو مولانا حریری یکساں طور پر بولتے تھے۔

(4) علامہ موسی جار اللہ روسی کو انقلاب روس کے بعد جلاوطنی کی زندگی گزارنی پڑی، انہوں نے اس دوران کچھ ایام بنارس میں بطور مہمان علامہ حریری کے گھر گزارے، انہیں ایام میں علامہ حریری نے ان سے روسی اور ترکی زبان سیکھی۔علامہ موسی علامہ حریری کے تبحر علمی معترف اور قائل تھے۔

(5) ہندوستان کی آزادی سے قبل افغانستان کے وزیر تعلیم جناب سرور خان صاحب ہندوستان کے دورہ پر آئے اس دوران انہوں نے مدارس وجامعات کا خصوصی معائنہ کیا، علماء وفضلاء سے ملاقات ان کی ترجیحات میں داخل تھی، وہ کئی زبانوں کے ماہر تھے۔جب سرور خان ندوۃ العلماء کا معائنہ کرکے بنارس کے لئے روانہ ہونے لگے تو مولانا سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے مولانا حریری کو ان کی بنارس زیارت سے مطلع کیا ساتھ ہی مولانا ندوی نے بتلایا کہ اب تک کی زیارت میں سرور خان صاحب کا تعلق یہاں کے علماء کے بارے میں مثبت نہیں ہے۔چنانچہ اب ہم علماء کی عزت وآبرو آپ کے ہاتھ میں ہے۔

جب سرور خان بنارس پہنچے تو بنفس نفیس مولانا حریری نے ان کا پرجوش فارسی زبان میں استقبال کیا۔جب تک وہ مولانا حریری کے مہمان رہے تب تک مولانا حریری ان سے فارسی زبان میں گفتگو کرتے رہے۔آپ کی زبان صرف فارسی نہیں بلکہ لجنہ پر ایرانی تھا۔اس مہمان نوازی سے سرور خان کافی متاثر ہوئے اور مولانا حریری کی خوب مدح سرائی کی۔

(6) ڈاکٹر امرت لعل عشرت بنارس ہندو یونیورسٹی میں فارسی کے استاد تھے۔انہوں نے تہران یونیورسٹی سے فارسی کی اعلی تعلیم حاصل کی تھی۔ان کے گھر کے سارے لوگ خالص ایرانی لہجہ میں فارسی زبان بولتے تھے۔

ایک بار جب وہ مولانا حریری سے ملنے آئے تو مولانا نے ان سے فارسی میں گفتگو کی، ڈاکٹر امرت مولانا حریری کی فارسی زبان اور ان کے لب ولہجہ سے اس قدر متعجب ہوئے کہ انہیں بے اختیار کہنا پڑا۔ قند پارسی اینجا چشیدیم

(فارسی کی اصل مٹھاس تو مجھے یہاں چکھنے کو ملی)

(7) آزادی کے بعد حکومت ہند نے مولانا حریری کو جدہ میں ہندوستان کا کونسلر مقرر کیا۔مختلف ملکوں سے ہوتے ہوئے آپ سعودی عرب پہنچے۔اپنے منصب اور اپنی ذمہ داری کو سنبھالنے کے بعد آپ نے رؤسائے شہر، علماء ومشائخ کو پرتکلف دعوت پر مدعو کیا۔اس دعوت میں شاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود بھی تھے۔وہ مولانا حریری کی شستہ، رواں اور فصیح زبان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں آپ کے شامی النسل ہونے کا شبہ ہوا۔اور آپ کی زبان وبیان سے خوش ہو کر آپ کی بڑی تعریف کی۔

(8) سعودی عرب کے فرماں رواں شاہ سعود بن عبدالعزیز نے مولانا حریری کو ریاض بلایا۔اوران سے ریاض کے شاہی کتب خانہ کو مرتب کرنے کی سفارش کی، جب کتب خانہ کی ترتیب وتنظیم مکمل ہوئی تو شاہ سعود نے مولانا حریری کے اعزاز میں شاندار جلسہ کیا۔اس میں عمائدین شہر اور وزراء کے علاوہ سعودی عرب کے بڑے بڑے علماء شریک تھے۔مولانا نے اس جلسے میں اپنی کارگزاری پیش کی، جب آپ نے تقریر کی تو چہار جانب سے سامعین کی طرف سے دعا اور تحسین کے کلمات ادا ہونے لگے۔

(9) اردو کے علامہ ابن تیمیہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد بھی مولانا حریری کی زبان، علم، قابلیت اور وضعداری کے قائل تھے، مولانا آزاد جب بنارس آتے تو مولانا حریری کے یہاں مہمان بنتے اور مدن پورہ کی اہلحدیث مسجد ہی میں نماز ادا کرتے۔

مختلف سرکاری اور غیر سرکاری مناصب پر فائز ہونے کی وجہ سے مولانا حریری کے قلم سے ان کے شایان شان کوئی تصنیف منظر عام پر نہیں آسکی۔تاہم چند مقالے ان کی یادگار ہیں:

☆ طہ حسین کی کتاب الوعد الحق کا اردو ترجمہ "وعدہ برحق"۔
☆ المحاکمۃ الحسنی فی ان المصافحۃ بالید الیمنی۔
☆ ایضاح الطریق لصاحب عمدۃ الرفیق۔
☆ نظام الخلافۃ الإسلامیۃ الیوم۔
☆ آپ کے کئی ایک صدارتی خطاب مطبوع اور منشور ہیں۔

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

کتاب الآداب

مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلہوب

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

تقدیم

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

صفحات:665 قیمت:-/300

رپورٹ: شعبہ تنظیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر

تقریباپورے ملک سے اراکین عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات کی شرکت

☆ ملکی وملی مسائل سے متعلق اہم فیصلے ☆ دعوت واصلاح تعلیم وتربیت اور رفاہ عامہ کے کاموں میں مزید تیزی وبہتری لانے اور مساجد کو جمعیت سے جوڑنے پرزور ☆ جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اوراہل حدیث کمپلیکس میں زیرتعمیر کثیرالمقاصد عمارتوں کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل ☆ امیر محترم نے اپنے جامع وپرمغز خطاب میں عقیدہ توحید کی اصلاح، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ و طہارت، انابت الی اللہ، اتحادویکجہتی، اخوت وبھائی چارہ، حسن اخلاق اوراعتدال ووسطیت کی اہمیت وضرورت اور معنویت پر روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اورانسان دوستی نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز وروشن تعلیمات سے برادران وطن کو روشناس کرانے کی ضرورت پربطور خاص زور دیا۔ مزید برآں ہرطرح کی دہشت گردی، بدامنی ومذہبی منافرت اوراشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر وضبط، ہمت وحوصلہ، حکمت ودانائی کے ساتھ خیرامت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مورخہ 4/مارچ 2024ء مطابق 22/شعبان 1445ھ، سوموار کو زیر صدارت فضیلۃ الشیخ مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوا جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے معزز اراکین عاملہ، ذمہ دارانِ صوبائی جمعیات اور مدعوئین خصوصی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

1-خطاب امیر۔

2-گزشتہ کارروائی کی خواندگی وتوثیق۔

3-رپورٹ ناظم عمومی۔

4-رپورٹ ناظم مالیات۔

5-موجودہ حالات اورموجودہ لائحہ عمل پر غور وخوض۔

6-دعوتی وتنظیمی مسائل پرغور وخوض۔

7-پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تاریخ کی تعیین کے سلسلے میں غور وخوض۔

8-جمعیت کے مالی استحکام پرغور وخوض۔

9-دیگرامور باجازت صدر۔

اجلاس کا آغاز ٹھیک دس بجے صبح ڈاکٹر حافظ عبدالعزیز مدنی صاحب رکن مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھرامیر محترم نے اپنے جامع وپرمغز تذکیری وتوجیہی خطاب میں حمد وصلوۃ کے بعد تمام موقر شرکاء کا تہہ دل سے استقبال کیا اور ان کی خدمت میں گلدستہ خوش آمدید پیش کیا۔ نیز عقیدہ توحید کی اصلاح، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ وطہارت، انابت الی اللہ، اتحادویکجہتی، اخوت وبھائی چارہ، حسن اخلاق اوراعتدال ووسطیت کی اہمیت وضرورت اور معنویت پر روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز وروشن تعلیمات سے برادران وطن کو روشناس کرانے کی ضرورت پربطور خاص زور دیا۔ مزید برآں ہرطرح کی دہشت گردی، بدامنی ومذہبی منافرت اوراشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر وضبط، ہمت وحوصلہ، حکمت ودانائی کے ساتھ خیرامت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے گزشتہ کارروائی کی خواندگی توثیق کے بعد مرکزی جمعیت کے مختلف شعبہ جات مثلاً شعبہ استقبالیہ، دفتری امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، شعبہ تنظیم، شعبہ تنظیم، شعبہ نشرواشاعت، میڈیا سیل، سوشل میڈیا ڈیسک، مجلس تحقیق علمی وشعبہ افتاء، شعبہ اوقاف وتعمیرات، شعبہ احصائیات، شعبہ قومی وملی امور، شعبہ رفاہ عامہ وغیرہ کے تحت انجام دی گئی سرگرمیوں اورخدمات کی تحریری رپورٹ پیش کی جس کی شرکاء اجلاس نے تحسین وتوثیق کی۔ اس کے بعد ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب نے جمعیت کی آمد وصرف کے تفصیلی حسابات پیش کیے جس پر ہاؤس نے اطمینان واعتماد کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور مستقبل میں دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی، رفاہی منصوبوں اورانسانی خدمات کو مہمیز دینے پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں جمعیت کے مالی

استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارتوں کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔

اسی طرح اجلاس میں بعض صوبائی جمعیتوں کے جمود اور بے جا تصرفات اور غیر دستوری وغیر اخلاقی سرگرمیوں اور ان کے ذریعے بعض ذیلی جمعیتوں کے سلسلے میں کورٹ میں داخل کیے گئے جھوٹ وافترا پر مبنی نام نہاد حلف نامے پر غم وغصہ کا اظہار کیا گیا اور اس پر بعض معززین کے واسطے معذرت اور وضاحت کرنے کے لئے مہلت دی گئی۔ بصورت دیگر سخت کارروائی کی تجویز پاس ہوئی۔ پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے سلسلے میں طے ہوا کہ عام انتخابات کے پیش نظر فی الحال اسے اکتوبر 2024ء تک موخر کر دیا جائے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کی قرارداد میں عقیدہ توحید کو امت وانسانیت کی کامیابی کی ضمانت قرار دیا گیا ہے۔ اس کو وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے معاشرے میں اسلام کی تعلیمات کے نشر واشاعت کا فریضہ انجام دینے کی اپیل کی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں صبر واستقامت اور امن وقانون کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے کتاب وسنت کی تعلیمات کو حرز جان بنانے کی اپیل کی گئی اور سماجی برائیوں شراب نوشی، قمار بازی، رشوت ستانی، معاشی استحصال، جہیز، توہم پرستی کی صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مجلس عاملہ کے اس اجلاس میں بعض ریاستوں میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ پر اظہار تشویش کرتے ہوئے حکومت سے نظر ثانی اور حکومتوں سے وطن عزیز میں روز بروز بڑھتی مہنگائی پر قابو پانے کی اپیل کی گئی ہے۔ اسی طرح سے قرارداد میں مذہبی وسماجی، علاقائی منافرت اور معاشرہ کو بانٹنے کے طرز عمل کی مذمت کرتے ہوئے ایسے عناصر پر قدغن لگانے کی اپیل کی گئی ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں عبادت گاہ تحفظ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے تحت جامع مسجد وارانسی، متھرا کی عیدگاہ اور دہلی کی سنہری مسجد اور دیگر عبادت گاہوں کو ان کی اصلی حالت پر باقی رکھنے اور ان کو تحفظ فراہم کرنے اور ہلدوانی میں متاثرین کو مالی معاوضہ دینے، ان کے ساتھ انصاف کرنے اور اصل مجرمین کا پتہ لگا کر سزا دینے کی اپیل کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں قوانین میں ترمیم کے حوالے سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کی شدت سے ضرورت محسوس کرتے ہوئے عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ امن وامان کو ہر حال میں قائم رکھیں اور اس سلسلے میں کوئی ایسا رویہ نہ اختیار کریں جس سے امن وقانون کا مسئلہ پیدا ہو۔ اسی طرح سے ملک وملت اور جماعت کی سرکردہ شخصیتوں کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا ہے۔

اخیر میں قومی وملی امور کے تحت قرارداد وتجاویز پاس ہوئیں جسے مولانا ریاض احمد سلفی صاحب نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے پڑھ کر سنایا۔ صدر اجلاس مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی دعاؤں پر مجلس کا اختتام عمل میں آیا۔

قرارداد کا متن حسب ذیل ہے:

☆ امن وشانتی، اتحاد ویکجہتی، آزادی رائے وضمیر، تحفظ حقوق، فلاح وبہبود اور اکرام انسانیت کا راز عقیدہ توحید میں مضمر ہے اور یہ تاریخی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ اسی عقیدہ توحید نے بات بات پر لڑنے والی قوموں کو اتحاد کی سنہری لڑی میں پرو دیا تھا، غلامی اور رسم ورواج کی زنجیروں کو توڑا تھا اور عدل وانصاف کی شاہراہ پر گامزن کیا تھا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی عاملہ کا یہ اجلاس علماء ودعاۃ اور ذمہ داران جمعیات وجماعت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ علی وجہ البصیرہ کتاب وسنت کی روشنی میں عقیدہ توحید کی اہمیت وضرورت کو واضح کرتے ہوئے سماج ومعاشرے میں اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت کا فریضہ انجام دیں۔ یہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

☆ اجلاس عاملہ کا شدید احساس ہے کہ فی زمانہ ملت اسلامیہ ملکی عالمی سطح پر ناگفتہ بہ حالات سے دوچار ہے اور اسے دین وعقیدہ، بقاء وتشخص، جان ومال، دینی وتعلیمی اداروں اور مساجد ومعابد کے حوالے سے مختلف قسم کے مسائل وچیلنجز کا سامنا ہے۔ ایسے میں کسی طرح کی مایوسی کا شکار ہوئے بغیر ایمان واستقامت اور صبر وتوکل کے ساتھ امن وقانون کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے حالات کا مقابلہ کریں اور کتاب وسنت کی تعلیمات کو حرز جان بنائیں۔ کیوں کہ ایمان واستقامت وہ آزمودہ وسیلہ ہے جس سے نامساعد حالات کا مقابلہ ممکن ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک ومعاشرہ کے اندر پائی جانے والی جہالت، فحاشی، شراب نوشی، قمار بازی، رشوت ستانی، معاشی استحصال، چوری، جہیز، توہم پرستی اور والدین کی نافرمانی وغیرہ کی صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دینی وسماجی تنظیموں اور حکومتی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ ان تمام سماجی واخلاقی امراض کے سدباب کے لیے منصوبہ بند طور پر مساعی صرف کریں۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا یہ اجلاس بعض ریاستوں میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کسی بھی نام سے کوئی ایسا قانون نہ بنائے جو وطن عزیز کی گنگا جمنی تہذیب وثقافت اور کثرت میں وحدت کی مابہ الامتیاز روایت اور قانون میں دیئے گئے بنیادی حقوق وآزادی کو نقصان پہنچاتا ہو۔

☆ وطن عزیز میں روز بروز بڑھتی ہوئی گرانی ومہنگائی کیوجہ سے عام آدمی کا جینا دوبھر ہوتا جا رہا ہے۔ اور دسیوں قسم کی سماجی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ اس لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مہنگائی کی صورتحال پر کنٹرول کرنے کی مناسب تدابیر کریں۔ خصوصا ایسے اقدامات کیے جائیں کہ خوردنی اشیاء اور روزمرہ کی اشیائے ضروریہ لوگوں کی قوت خرید اور دسترس سے باہر نہ ہوں۔

☆ ہندوستان ایک تکثیری ملک ہے، کثرت میں وحدت اس کا امتیازی وصف

ہے، قومی یکجہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی میں اس کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ یہاں مختلف مذاہب، افکار اور زبان وکلچر کے لوگ آباد ہیں اور سب مل کر دیش کی تعمیر وترقی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں ایسے میں بعض عناصر کے ذریعہ مذہبی وسماجی اور علاقائی منافرت پھیلانے اور سماج کو بانٹنے کی مذموم کوشش کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف اشتعال انگیزی کو مجلس عاملہ کا یہ اجلاس تشویش ناک قرار دیتے ہوئے حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ ایسے عناصر کو لگام دیں تاکہ ملک کے اندر روایتی قومی یکجہتی وبھائی چارہ کی صورت حال متاثر نہ ہو۔ یہ اجلاس بعض بے لگام میڈیا پر بھی لگام کسنے کی حکومت سے اپیل کرتا ہے جو رات دن منافرت پھیلانے میں لگے رہتے ہیں۔

☆ مجلس عاملہ کے اجلاس میں ہلدوانی میں ہوئے ناخوشگوار واقعات اور اقلیتی طبقہ کے افراد کی یکطرفہ گرفتاری کو جانبدارانہ قرار دیتے ہوئے ان تمام واقعات کی انکوائری کرائے جانے اور اصل مجرمین کو قانون کے دائرے میں لانے کی اپیل کرتا ہے تاکہ اقلیتی طبقہ کا اعتماد بحال ہو اسی طرح متاثرین کو معاوضہ دیا جائے تاکہ نقصان کی تلافی ہوسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بعض عدالتوں کے ذریعہ مختلف تاریخی مساجد و مقابر کے سلسلے میں دیئے گئے فیصلوں پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ عبادت گاہ تحفظ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے تحت گیان واپی محلے میں واقع جامع مسجد، متھرا عیدگاہ اور دہلی کی سنہری باغ مسجد، لکھنؤ کی ٹیلہ والی مسجد سمیت دیگر عبادت گاہوں کے سلسلے میں مداخلت نہ کریں بلکہ ان کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔ اس اجلاس کا احساس ہے کہ حالیہ سالوں میں عدلیہ سے بعض فیصلے ایسے صادر ہوئے ہیں جن سے عوام کا عدلیہ پر اعتماد متاثر ہوسکتا ہے جو کہ ایک جمہوری ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔

☆ ووٹ ہر بالغ ہندوستانی کا بنیادی حق ہے اور اس کا ملک وملت کے وسیع تر مفاد میں استعمال ناگزیر ہے۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عوام وخواص سے اپیل کرتا ہے کہ وہ آئندہ عام الیکشن میں حق رائے دہی کا استعمال ضرور کریں۔ اسی طرح یہ اجلاس شخصیات اور تنظیموں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ بیان بازی سے پرہیز کریں تاکہ فسطائی طاقتوں کو فتنہ کرنے کا موقع نہ ملے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس متنازعہ قانون CAA کے نفاذ کو حکومت کا جانبدارانہ اقدام قرار دیتا ہے۔ اور چونکہ بادی النظر میں مسلمانوں کے حقوق متاثر ہوتے نظر نہیں آرہے ہیں جیسا کہ حکومتی مشنریاں باور کراتی ہیں اس لیے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی ایسا رویہ نہ اختیار کریں جس سے امن وقانون کا مسئلہ پیدا ہوجائے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس فلسطین میں جاری اسرائیلی جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری خصوصا اقوام متحدہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ انسانی بنیادوں پر غزہ میں مہینوں سے جاری اسرائیلی بمباری جس میں معصوم بچوں اور عورتوں سمیت لاتعداد جانیں شہید اور ہلاک ہوچکی ہیں کو روکنے کی سعی کریں اور خطہ میں بلاتاخیر جنگ بندی کو یقینی بنائیں۔ تاکہ علاقہ میں امن واستقرار قائم ہوسکے ساتھ ہی عالمی برادری سے یہ بھی اپیل کرتا ہے کہ غزہ میں فلسطینیوں کی باز آبادکاری کے لیے فوری اقدام کریں۔ اور کھوکھلی بیان بازیوں اور سستی شہرت حاصل کرنے کی کوشش سے پرہیز کریں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے ناظم اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے جرائد ورسائل کے پرنٹر وپبلشر معروف عالم دین مولانا محمد عرفان ریاضی صاحب، صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ کے سابق خازن جناب انعام الحق صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سرپرست، جامعۃ الامام محمد سعود الاسلامیہ ریاض کے سابق پروفیسر اور جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ کے موسس ورئیس معروف علمی وتحقیقی شخصیت ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار فریوائی صاحب کی بڑی ہمشیرہ، امیر محترم کے چچا جناب اطیع اللہ صدرالدین صاحب اور پھوپھی محترمہ صدر النساء سابق معلّمہ جامعہ ابوبکر صدیق الاسلامیہ، چمپارن، پھوپھی صفیہ اور پھوپھا محترم جناب حکیم نظام الدین چمپارن، معروف ملی وسماجی شخصیات مولانا عشرت جلال قاسمی صاحب کی والدہ ماجدہ، شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندر کے سابق آفس سکریٹری جناب ابراہیم حسین صاحب، جامعہ ریاض العلوم دہلی کے سابق شیخ الحدیث معروف عالم دین مولانا عبدالتواب مدنی صاحب کے داماد مولانا محمود مکی صاحب، جامعہ سراج العلوم بونڈیہار کے سابق استاذ معروف عالم دین مولانا نیاز احمد مدنی صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن مجلس شوریٰ، صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے سابق خازن اور ملت کالج دربھنگہ کے سابق استاذ معروف شاعر وادیب پروفیسر خلیل الرحمٰن سلفی صاحب، جماعت اہل حدیث کے نامور شاعر وادیب معروف عالم دین مولانا ممتاز احمد سالک بستوی صاحب، مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے سابق ناظم عمومی اور سابق نائب امیر مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب مرحوم کی اہلیہ اور آل انڈیا مجلس مشاورت کی سابق رکن محترمہ میمونہ ثروت، معروف عالم دین مولانا شیر خان جمیل احمد عمری مدنی صاحب برطانیہ کے والد محترم جناب شیر خان محمد اسحاق صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن مجلس شوریٰ، صوبائی جمعیت اہلحدیث مغربی بنگال کے نائب امیر اور ضلعی جمعیت اہل حدیث ہوڑہ کے امیر جناب اشفاق حسین خان صاحب، جامعہ سلفیہ بنارس کے سابق استاذ معروف عالم دین مولانا عبیداللہ طیب مکی صاحب، صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ کے امیر الحاج نعمت اللہ صاحب کی اہلیہ محترمہ، صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ کے خازن جناب عبدالقدیر صاحب کے والد محترم جناب عبدالرشید صاحب وغیرہم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے، لغزشوں سے درگزر فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، ملک وملت اور جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

اعلان داخلہ

المعهد العالى للتخصص فى الدراسات الاسلامية

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی میں قائم اعلیٰ تعلیمی وتربیتی ادارہ ''المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ'' میں نئے تعلیمی کلینڈر (2024-2025) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

۲۰/ اپریل ۲۰۲۴ء مطابق ۱۰/ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ بروز ہفتہ تا ۲۴/ اپریل ۲۰۲۴ء

مطابق ۱۴/ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ بروز بدھ داخلہ لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

شرائط داخلہ:

● امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔ ● دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ ● آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ ● فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ ● جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔ ● اسلامی وضع قطع کا پابند ہو ● الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو ● مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ ● تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔ داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

● خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ ● دعوت وافتاء کی عملی مشق۔ ● مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔ ● انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست ● علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب ● ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ ● وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ ● ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ ● بہترین رہائشی انتظامات ● ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ ● مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ● کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: ۱۵/ اپریل ۲۰۲۴ء

اپنی درخواست مع تصدیقات ونقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

''المعهد العالى للتخصص فى الدراسات الاسلامية''

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

فون نمبر:۔ 011-26946205, 23273407، موبائل: 9213172981, 09560841844

شعبۂ تعلیم و تربیت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

رمضان المبارک کے موقع پر اپنے صدقات و خیرات کا ایک حصہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف ومقاصد کی روشنی میں منصوبوں اور عزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔اس کی دعوتی وتبلیغی، تعلیمی وتربیتی، علمی وتحقیقی،تحریری وصحافتی اور رفاہی وسماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمیناروں، کانفرنسوں اور مسابقوں کا انعقاد،مختلف زبانوں میں جرائدورسائل کی طباعت،تفسیر، حدیث نیز اہم ترین دینی وتربیتی اورنصابی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہورہا ہے۔اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل اوراہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی کی چوتھی منزل کی تسقیف (چھت کی ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے۔جن کی وجہ سے جمعیت کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین ومخلصین کے تعاون سے ہی انجام پارہے ہیں۔اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں، پھر اپنے محسنین و مخلصین کے بھی، جنھوں نے کسی نہ کسی ناحیہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا ہے اوراس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین ومخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اور تعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں ۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔(آمین)

ڈرافت یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk Branch
(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند